انفرادی اور اجتماعی معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک انداز؛ ماہنامہ فیضان مدینہ کے مضامین کا مجموعہ بنام

محمدِ عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک انداز

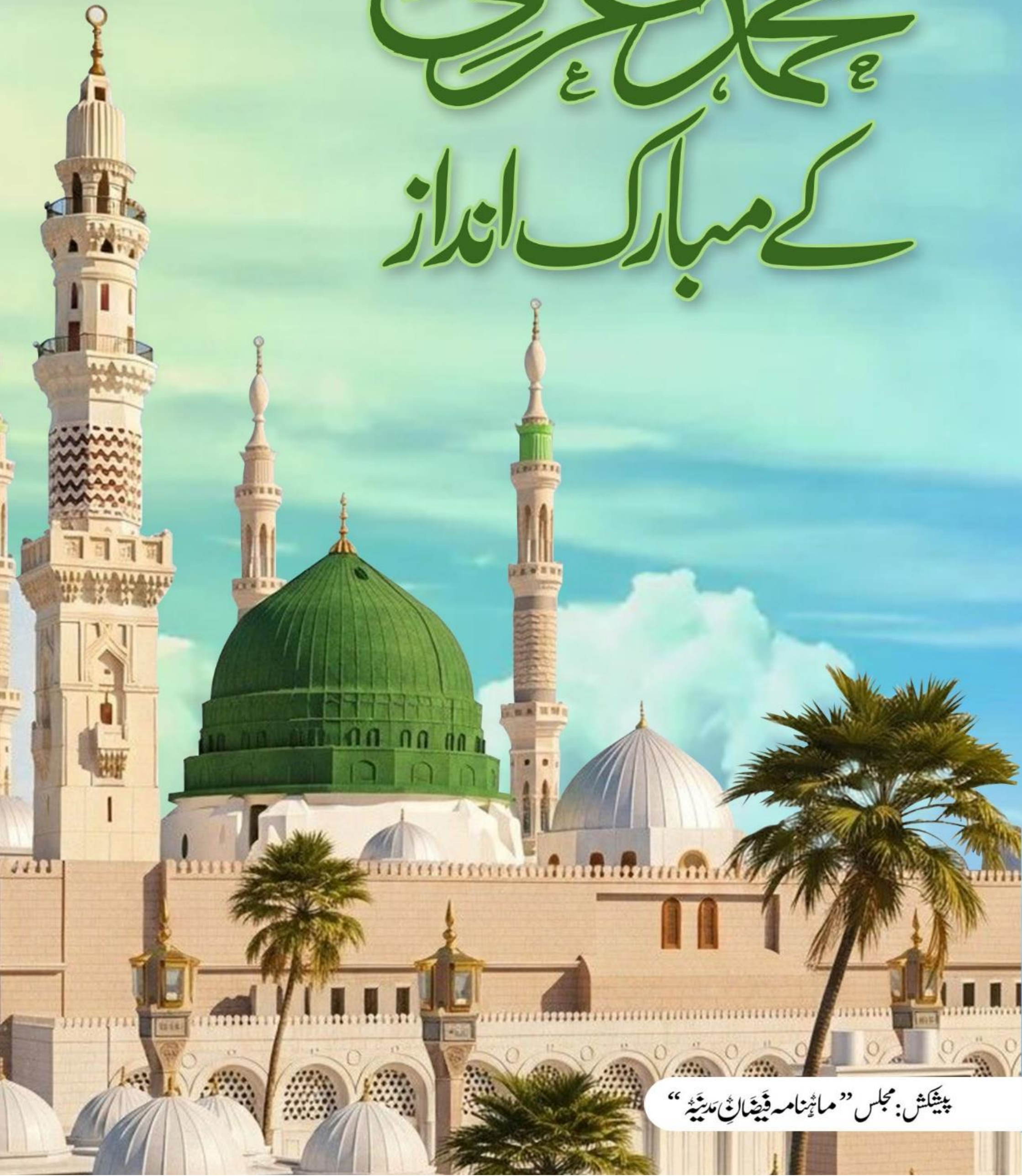

پیشکش: مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"

انفرادی اور اجتماعی معاملات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک انداز

ماہنامہ فیضان مدینہ کے مضامین کا مجموعہ بنام

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے

مبارک انداز

مؤلف

مولانا شہروز علی عطاری مدنی

مولانا ناصر جمال عطاری مدنی

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضان مدینہ (دعوتِ اسلامی)

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

(مُستَطرَف،ج۱،ص۴۰،دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب	:	محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک انداز
مؤلف	:	مولانا شہروز علی عطاری مدنی
		مولانا ناصر جمال عطاری مدنی
صفحات	:	110
اشاعت اوّل	:	اگست 2025ء (ویب ایڈیشن)
پیشکش	:	مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

فہرست

سیرتِ مبارکہ کی اہمیت اور مجموعہ مضامین	3
اسوۂ حسنہ کی ضرورت و اہمیت	5
محمد عربی ﷺ کا صحابہ کے ساتھ انداز	7
محمد عربی ﷺ کا صحابیات کے ساتھ انداز	12
محمد عربی ﷺ کا وفود کے ساتھ انداز	18
محمد عربی ﷺ کا خادمین کے ساتھ انداز	30
محمد عربی ﷺ کا قیدیوں کے ساتھ انداز	39
محمد عربی ﷺ کا اندازِ خیر خواہی	43
محمد عربی ﷺ کا اندازِ امانت داری	49
محمد عربی ﷺ کا اندازِ مہمان نوازی	53
محمد عربی ﷺ کا بیماروں اور پریشان حالوں کے ساتھ اندازِ محبت	58
محمد عربی ﷺ کا مصیبت و پریشانی میں انداز	67
محمد عربی ﷺ کا اجتماعی پریشانیوں میں انداز	72
محمد عربی ﷺ کا مصیبت زدوں کے ساتھ انداز	77
محمد عربی ﷺ کا سفر شروع کرنے سے پہلے انداز	84

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سفر کے دوران اور اختتام پر انداز	88
محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ درگزر	93
محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیہاتیوں کو تعلیم و تربیت دینے کا انداز	97
محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ کرم نوازی	103

سیرتِ مبارکہ کی اہمیت اور مجموعہ مضامین

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت اور بنی نوع انسان کے لیے کامل ترین رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ قرآنِ حکیم کی عملی تفسیر اور اسوۂ حسنہ کا جیتا جاگتا پیکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ21، الاحزاب:21) یہی آیت اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ نجات، کامیابی اور حقیقی سکون اسی وقت ممکن ہے جب ہم زندگی کے ہر شعبے میں حضور ﷺ کے طرزِ عمل کو مشعلِ راہ بنائیں۔

انسان اپنی زندگی میں مختلف طبقات اور مختلف حالات سے واسطہ رکھتا ہے؛ کبھی خاندانی معاملات میں، کبھی سماجی تعلقات میں، کبھی سفر و حضر میں اور کبھی دکھ و مصیبت میں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی عظمت یہ ہے کہ آپ نے انسانی زندگی کے تمام گوشوں میں ایسی راہنمائی عطا فرمائی جو وقت و مکان کی قید سے آزاد، ہر دور کے انسان کے لیے ابدی قانونِ حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہر دور میں ہر انسان کی حاجت اور ضرورت ہے۔

یہ مجموعہ انہی انمول پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ ان مضامین میں آپ ﷺ کے مختلف طبقات اور مواقع کے ساتھ اندازِ حیات کو نہایت سلیقے سے پیش کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کے ساتھ آپ کا مشفقانہ برتاؤ، صحابیات کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک، خادمین کے ساتھ آپ کی شفقت، قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک، مہمانوں کی ضیافت، بیماروں کی دلجوئی، پریشان حالوں کی تسلی، مصیبت کے لمحات میں صبر و استقامت، اور اجتماعی

مشکلات میں عزم و یقین، یہ سب وہ پہلو ہیں جو قاری کو نہ صرف ایمان افروز کیفیت عطا کرتے ہیں بلکہ عمل کے میدان میں بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اسی طرح سفر کے آغاز سے انجام تک آپ کے سنہری طریقے، دیہاتیوں کے ساتھ شفقت و درگزر اور تعلیم و تربیت کا حسین انداز، اور معاشرتی سطح پر خیر خواہی و امانت داری جیسے پہلو، اس کتاب کے ورق ورق میں قاری کے دل کو منور کرتے ہیں۔ ان سب کے مطالعہ سے قاری کو یہ پیغام ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کائناتِ انسانی کے کامل رہنما ہیں، جنھوں نے ہر حال اور ہر مقام پر ایسا طرزِ عمل پیش کیا جو قیامت تک کے لیے رہنمائی کا معیار ہے۔

یہ مضامین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں سلسلہ "انداز میرے حضور ﷺ کے" کے تحت شائع ہوئے۔ اس کے ابتدائی چار مضامین "مولانا شہروز علی عطاری مدنی" نے جبکہ بقیہ تمام مضامین "مولانا ناصر جمال عطاری مدنی" نے لکھے ہیں اور مزید سلسلہ جاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا 1500واں جشن ولادت قریب آرہا ہے، اسی موقع کے لیے یہ مجموعہ ترتیب دیا گیا ہے، تاکہ یہ تحفہ امتِ مسلمہ کو مزید حضور ﷺ کی محبت، اتباع اور اطاعت کی طرف راغب کرے۔

اللہ کریم اسے قبولیت بخشے، اور اسے ہمارے لیے دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔

راشد علی عطاری مدنی

ایڈیٹر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"

24صفر المظفر 1447ھ

19 اگست 2025ء

اسوۂ حسنہ کی ضرورت واہمیت

مولانا شہروز علی عطاری مدنی (1)

اس دنیا میں ہر وہ شخص جو کسی نہ کسی فیلڈ میں کامیاب وکامران ہونا چاہتا ہے وہ اپنے متعلقہ شعبہ سے وابستہ بہتر سے بہترین افراد کو تلاش کرتا ہے اور اسے اپنا آئیڈیل بناتا ہے تاکہ جس طرح وہ شخص کامیاب ہوا، یہ بھی کامیاب ہوجائے۔ مثال کے طور پر کسی شخص کی اسپیکنگ پاور بہت اچھی ہے، لوگ اسے سننا پسند کرتے ہیں یا کوئی شخص بہترین لکھاری ہے، اس کی تحریریں دنیا بھر میں پڑھی جاتی ہیں۔ تو اگر کسی کو اپنی اسپیکنگ پاور بڑھانی ہے یا اچھا رائٹر بننا ہو تو وہ اسے فالو کرے گا تاکہ وہ بھی ایک اچھا بولنے یا اچھا لکھنے والا بن جائے۔

اللہ پاک نے بھی قراٰنِ پاک میں مسلمانوں کے لئے زندگی گزارنے کا ایک اجمالی اور اصولی خاکہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کی صورت میں پیش کردیا اور ان کی طرزِ زندگی پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے ہی انسان کامیابی یا ناکامی کا حق دار ہوگا۔ اللہ پاک قراٰن مجید میں فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بےشک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ21، الاحزاب:21)

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیروی زندگی کے ہر پہلو میں اور دین و دنیا کی ہر بات اور ہر کام میں اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر اللہ پاک کی اطاعت ممکن نہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿مَنْ یُّطِعِ

(1) ابتدائی چار مضامین مولانا شہروز علی عطاری مدنی نے لکھے ہیں۔

الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔(پ5،النسآء:80)

اسی طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی زندگی کا جو عملی نمونہ پیش کیا اگر وہ سامنے نہ ہو تو اللہ پاک کی عبادت اور اس کے احکام کی بجاآوری بھی ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اللہ پاک فرماتا ہے:﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو۔(پ1، البقرۃ:43) اللہ پاک نے حکم فرمادیا لیکن اس حکم کی تکمیل کس طرح ہو گی، اس کی تفصیل قراٰنِ پاک میں نہیں۔ یہ تفصیل حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی سے ملتی ہے، آپ نے فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَاَيْتُمُونِي اُصَلِّي یعنی اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔(بخاری،1/ 228، حدیث:631 مختصراً) اسی طرح اللہ پاک فرماتا ہے:﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے۔(پ4، اٰلِ عمرٰن:97) لیکن حج کب فرض ہو گا، کس طرح ادا کرنا ہے، اس کی پوری تفصیل حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیات مبارکہ سے ملتی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا: خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ یعنی اپنے حج کے افعال مجھ سے سیکھو۔(سنن کبریٰ للبیہقی، 5/ 204، حدیث:9524 مختصراً)

محترم قارئین! مذکورہ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت مبارکہ جاننے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔ معاملاتِ زندگی کا تعلق خواہ دین سے ہو یا عام زندگی سے ہر صورت میں یہ جاننا چاہئے کہ کس کس عمل میں اور کس کس طبقہ کے افراد کے ساتھ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ مبارک کیا تھا؟ آپ کا مبارک اسوۂ حسنہ کیا تھا؟ آپ

صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام کے ساتھ کیا انداز اختیار فرمایا اور صحابیات کے ساتھ کیا انداز تھا؟ اولاد کے ساتھ کیا مبارک رویہ تھا اور پاکیزہ ازواج کے ساتھ کیا اسوہ حسنہ تھا؟

الغرض ہر طبقہ و رشتہ سے وابستہ افراد کو یہ جاننا ضروری ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُس طبقے یا رشتے کے ساتھ کیا انداز تھا؟

اِن شآءَ اللہ آئندہ مضامین میں رسولُ اللہ کے مختلف طبقات و افراد کے ساتھ مبارک انداز کو بیان کیا جائے گا۔

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا صحابہ کے ساتھ انداز

زندگی میں انسان کا طور طریقہ، رہن سہن اور ملنے جلنے کا انداز بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے شمع پروانوں کی توجہ کا مرکز رہتی ہے اسی طرح حُسنِ اخلاق، ملنساری، عاجزی و انکساری اور خیر خواہی کی خوشبو میں بسا انسان ہر دل کی دھڑکن بنا رہتا ہے۔ یہ معاملہ تو عام انسانوں کا ہے کہ حُسنِ اخلاق کی چاشنی لوگوں کے کانوں میں رس گھولتی رہتی ہے، اگر ہم بات کریں ان کی کہ جن کا دہنِ اقدس چشمہ علم و حکمت ٹھہرا، جن کی زبان کُن کی کنجی بنی، جن کی ہر بات وحیِ خدا ہوئی، جن کا مسکرانا ایسا کہ روتے ہوئے بھی ہنس پڑیں، جن کے اخلاق ایسے کہ خود ربِّ اکبر ان کو عظیم فرمائے۔ ان کا اپنے صحابہ کے ساتھ ہر انداز ہی نرالا ہر ادا ہی پیاری ہے۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام کے ساتھ کئی معاملات میں مشاورت فرماتے، سوالات کے جوابات دیتے، ان کے مختلف امور میں ان کی راہنمائی فرماتے، سامنے

والے کی کیفیت کے مطابق کبھی پرسنل اصلاح فرماتے تو کبھی اجتماعی نصیحت فرماتے، سفر و حضر میں گھل مل کر رہتے، بچّوں بڑوں سبھی کو خاص اہمیت دیتے، سامنے والے کی صلاحیت و قابلیت کی تعریف فرماتے، تعلیم و تربیت کا اہتمام فرماتے، سوالات اور دیگر کئی امور پر حوصلہ افزائی بھی فرماتے الغرض صحابہ کرام کی زندگی کا ہر باب اس حوالے سے روشن ہے کہ انہیں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نرالے اور دِل موہ لینے والے انداز ملے۔ یہاں صرف تعلیم و تربیت ، مشاورت ،حوصلہ افزائی سے آراستہ محبت بھرے انداز کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں:

تعلیم و تربیت: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنے صحابہ کی تعلیم و تربیت کرنے کا ایسا دل موہ لینے والا انداز رہا کہ بندہ اس پر قربان ہو جائے، آپ صرف زبانی کلامی تربیت نہیں کرتے تھے بلکہ عملی تربیت بھی فرماتے تھے جیسا کہ ایک ضرورت مند صحابی نے آپ سے کچھ مانگا جس پر آپ نے ان کی تربیت کرتے ہوئے ان کا گھریلو سامان دو درہم میں بیچ کر فرمایا: ایک درہم سے غلہ خرید کر اپنے گھر والوں کو دو اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ جب وہ کلہاڑی لے کر آئے تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس میں لکڑی کا دستہ لگایا اور فرمایا: جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو، پندرہ دن تک مجھے نظر نہ آنا۔ وہ صحابی چلے گئے ، پندرہ دن میں انہوں نے پندرہ درہم کما لئے ۔ انہوں نے اس سے غلہ اور کپڑا خریدا۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: یہ کام تمہارے حق میں اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن اس حال میں آؤ کہ تمہارے چہرے پر دھبّا ہو۔ (2)

---

(2) ابوداؤد، 2/169، حدیث: 1641، ابن ماجہ، 3/36، حدیث: 2198 مختصراً

کسی کو سمجھائیں تو ایسے سمجھائیں: سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کبھی اس بات کی ضرورت محسوس فرماتے کہ غلطی پر براہِ راست تنبیہ کی جائے تو انتہائی نرمی اور محبت بھرے انداز میں سمجھاتے تاکہ سامنے والا حق بات قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے جیساکہ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ دورانِ نماز کسی کو چھینک آئی تو میں نے ”یَرْحَمُكَ اللهُ“ کہا۔اس پر صحابہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرنے لگے۔ میں نے کہا: تمہاری ماں تم پر روئے، تم لوگ مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟ (مجھے بولتا دیکھ کر)لوگ اپنے ہاتھوں کو رانوں پر مارنے لگے۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ لوگ مجھے خاموش کروا رہے ہیں حالانکہ میں تو (اپنے خیال میں) خاموش ہوں۔ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے سمجھایا اور کیسے سمجھایا وہ خود فرماتے ہیں: میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں، میں نے اتنا اچھا سمجھانے والا نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں، خدا کی قسم! انہوں نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا بلکہ فرمایا: نماز میں کلام مناسب نہیں، یہ تو صرف تسبیح، تکبیر، اور تلاوتِ قراٰن (کا نام) ہے۔[3]

صحابۂ کرام سے مشاورت: مشورہ لینا آدمی کی خوبی کی علامت ہے جب کہ مشورے کے بغیر کام کو انجام دینا حماقت کی دلیل ہے۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلاشبہ سب سے بڑھ کر عقل و خرد کے مالک تھے اس کے باوجود آپ اہم کاموں میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب کرتے اور اگر ان کا مشورہ مفید ہوتا تو قبول کرتے بلکہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ نے اپنی رائے پر صحابہ کرام کے مشوروں کو ترجیح دی ہے جیسا کہ غزوہ بدر

---

(3) مسلم، ص215، حدیث:1199

میں جب لشکر اسلام کے پڑاؤ ڈالنے کی بات آئی تو آپ نے بدر کے چشمے کے قریب ترین چشمے پر قیام کیا۔ اس پر حضرت حُباب بن مُنذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ پاک کے حکم سے اس مقام پر نزول کیا یا محض جنگی حکمتِ عملی کے پیشِ نظر کیوں کہ جنگ کے دوران آگے پیچھے ہٹنے کی گنجائش نہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں یہ میری رائے ہے اور اسے جنگی حکمتِ عملی کے طور پر منتخب کیا۔ اس پر حضرت حُباب بن مُنذر رضی اللہ عنہ نے مشورۃً عرض کی: یارسولَ اللہ! یہ جگہ مناسب نہیں، آپ آگے تشریف لے چلیں اور قریش کے سب سے قریبی چشمہ پر پڑاؤ ڈالیں، اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ہم بقیہ چشمے پر حوض بنا کر پانی بھر لیں گے، اس طرح ہم حسب خواہش پانی پیتے رہیں گے اور انہیں پانی میسر نہ ہو گا۔ اس مشورے کو سن کر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَقَدْ أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ نے اس مشورے کے مطابق آدھی رات کو دشمن کے قریب ترین چشمہ کے پاس پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔[4]

خندق کھودنے کا مشورہ: جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگِ اُحد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لٰہذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے تاکہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہو

(4) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، 1/620 مختصراً

سکے، مدینہ کے تین طرف چونکہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لئے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا مدینہ کا صرف ایک رُخ کھلا ہوا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے، چنانچہ 8 ذوالقعدہ 5ھ کو حضور صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسَلَّم تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔(5)

حوصلہ افزائی: رسولِ کریم صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسَلَّم مختلف مقامات میں اپنے صحابہ کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے تھے جیسا کہ غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کی تیر چلانے کی مہارت کو دیکھتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی ان لفظوں سے فرمائی: اِرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي اے سعد! تیر پھینکو میرے ماں باپ تم پر قربان۔(6) یہ وہ مبارک کلمات ہیں کہ حضرت علی رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ جملے رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسَلَّم نے حضرت سعد کے علاوہ کسی اور کو نہیں کہے۔(7)

حضرت حسن کی حوصلہ افزائی: ایک مرتبہ حسنین کریمین حضور صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسَلَّم کے سامنے کُشتی لڑ رہے تھے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسَلَّم امام حسن رضی اللہُ عنہ سے فرما رہے تھے: حسن! حسین کو پکڑ لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ حسن کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں حالانکہ یہ بڑے ہیں؟ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ علیہ والہٖ وسَلَّم نے فرمایا: دوسری طرف جبریل امین ہیں جو ایسے ہی

---

(5) شرح الزرقانی علی المواہب، 3/19 ملتقطاً

(6) بخاری، 3/37، حدیث: 4057 مختصراً

(7) بخاری، 2/283، حدیث: 2905

حُسین کی مدد کر رہے ہیں۔[8]

یہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کے گلشن کی چند پتیاں ہیں جنہیں یہاں مختصراً بیان کیا گیا ہے، اللہ پاک ان کی خوشبو سے ہمیں اپنی زندگی مہکانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابیات کے ساتھ انداز

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس طرح اپنے صحابہ کی تربیت فرماتے، ان کا خیال رکھتے، ان کی مشکلات دور فرماتے تھے اسی طرح صحابیات کی تعلیم و تربیت کا بھی خاص خیال رکھتے تھے، آپ کا صحابیات کی تربیت کا انداز بھی انتہائی خوبصورت تھا۔ کتبِ سیرت و حدیث میں ایسے کثیر واقعات و روایات موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کے ساتھ ساتھ صحابیات کی تربیت کا بھی اہتمام فرمایا۔ لیکن یاد رہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تربیت کے حوالے سے جن خواتین سے مِزاح فرمایا جیسا کہ حضرت اُمِّ اَیمن اور حضرت صفیہ اور جن خواتین کے گھر تشریف لے کر گئے جیسے حضرت اُمِّ سُلیم، وہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محرمہ رشتہ دار تھیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خواتین سے پردے کا اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کوئی تحریر تھی، اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دینا چاہا، حضور نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا: معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا

---

(8) سیر اعلام النبلاء، 4/392

ہاتھ ہے! اُس نے کہا: عورت کا ہاتھ ہے۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو مہندی سے رنگتی۔[9]

جبکہ بعض واقعات پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کے ہیں۔ آیئے خواتین کی تربیت کے حوالے سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کے چند گوشے ملاحظہ کیجئے:

تعلیم و تربیت حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے، اس وقت مسجد کے دو ستونوں کے درمیان رسی تنی ہوئی تھی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یہ حضرت زینب رضی اللہُ عنہا کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی ہیں اور جب ان پر تھکن یا سستی طاری ہوتی ہے تو اس رسی کو پکڑ لیتی ہیں۔ حضور سیدُ المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس رسی کو کھول دو، تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک وہ آسانی سے نماز پڑھ سکے اور جب اس پر تھکن یا سُستی طاری ہو تو وہ بیٹھ جایا کرے۔[10]

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس بنو اسد کی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی، اتنے میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ فلانہ ہے جو رات بھر عبادت کرتی ہیں اور ان کی عبادت کی تفصیل بیان کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: نہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ تم اتنی ہی عبادت

---

(9) ابوداؤد، 4/104، حدیث: 4166

(10) مسلم، 307، حدیث: 1831

کرو جتنی تم میں طاقت ہے کیونکہ اللہ ملال نہیں ڈالتا حتی کہ تم خود ملال میں پڑو۔[11]

دیکھ بھال حضرت خباب بن ارت کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد کسی جنگی مہم میں گئے ہوئے تھے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہماری دیکھ بھال کیا کرتے یہاں تک کہ ہماری بکری کا دودھ بھی دوہا کرتے تھے۔[12]

عیادت کرنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت اُمِّ سائب یا اُمِّ مسیب رضی اللہُ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ بخار سے کانپ رہی تھیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پوچھا: کیا ہوا، کیوں کانپ رہی ہو؟ عرض کی: بخار ہے اور ساتھ ہی کہا کہ اللہ پاک اس میں برکت نہ دے۔ اس پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (ان کی اصلاح کرتے ہوئے) فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہو کہ یہ بنی آدم کے گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کرتی ہے۔[13]

عمدہ مشورہ دینا حضرت اُمِّ قیس بنت محصن اسدی خزیمی رضی اللہُ عنہا اَوَّلین مُہاجرات میں سے تھیں۔ آپ حضرت عکاشہ رضی اللہُ عنہ کی بہن ہیں۔ آپ حاضرِ خدمت ہوئیں تو آپ کے ساتھ آپ کا ایک بچہ بھی تھا، جس کے گلے میں درد تھا۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں عُودِ ہندی استعمال کرنے کا مشورہ دیا جو سات بیماریوں میں شفا دیتی ہے۔[14]

مدینہ شریف میں عطر بیچنے والی ایک خاتون رہتی تھیں ان کا نام حولاء انصاریہ

---

(11) بخاری، 1/390، حدیث: 1151

(12) طبقات ابن سعد، 8/226، رقم: 4241

(13) اسد الغابہ، 7/367، رقم: 7454- مسلم، ص 1068، حدیث: 6570

(14) بخاری، 4/25، حدیث: 5715

تھا۔ ایک بار وہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور کہا: اے مومنوں کی ماں! میں ہر رات خوشبو لگاتی، دلہن کی طرح تیار ہوتی اور اللہ کی رضا کے لئے اپنے شوہر کے پاس جاتی ہوں لیکن وہ مجھ سے منہ پھیر لیتے اور غصے سے ہی دیکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہیں آجاتے تم نہ جانا۔ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: مجھے حولاء کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے کیا وہ تمہارے پاس آئی تھی؟ کیا تم نے اس سے کوئی چیز خریدی ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کی: نہیں، یارسول اللہ، بلکہ وہ تو اپنے شوہر کی شکایت کرنے آئی ہیں۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے فرمایا: کیا بات ہے حولاء؟ انہوں نے جو بات حضرت عائشہ سے کہی تھی وہ ساری نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سُنادی۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے خاتون! جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے لئے کیا ثواب ہے؟ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے لئے مختلف اجر بیان فرمائے۔[15]

صحابیات کے بچّوں پر کرم تحنیک یعنی گھٹی دینے کا مطلب یہ ہے کہ نومولود بچے کو پہلی بار کوئی میٹھی چیز چٹانا، حصولِ برکت کیلئے یہ عمل بزرگوں سے کرایا جاتا تھا۔ مخلوق میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑھ کر کون بزرگ اور برکات کا سَرچشمہ ہو سکتا ہے لہٰذا صحابیات اپنے بچّوں کو تحنیک کے لئے آپ کے پاس لاتیں اور آپ عموماً کھجور کا

(15) اسد الغابہ، 7/85، رقم: 6860

گودا اپنے دہن مبارک میں کچل کر نومولود کے منہ میں رکھ دیتے جس سے بچہ سعادت مند ہو جایا کرتا تھا۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں جب حضرت عبدُ اللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی تو آپ بھی ان کو حضور کی بارگاہ میں لے گئیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھجور سے اس باسعادت نومولود بچے کو گھٹی دی اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔[16]

خوش طبعی فرمانا ایک صحابیہ تھیں جنہیں اُمِّ ایمن کہا جاتا تھا۔ وہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں آئیں اور کہا کہ میرے شوہر آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کون، وہی نا جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! اللہ کی قسم ان کی آنکھوں میں کوئی سفیدی نہیں۔ آپ نے فرمایا: یقین کرو ان کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں نہیں، اللہ کی قسم ایسا کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہر انسان کی آنکھوں میں (قدرتی) سفیدی تو ہوتی ہی ہے۔[17]

صحابیات کی شادیاں کروانا

حضرت اُمِّ ایمن آپ کا نام برکہ بنت ثعلبہ ہے۔ آپ اپنی کنیت ”اُمِّ ایمن“ سے مشہور ہیں۔ آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آزاد کردہ باندی ہیں۔ آپ نے ان کو آزاد فرما کر ان کا نکاح حضرت عبید بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ سے کیا تھا، جن سے حضرت ایمن بن عبید پیدا ہوئے۔ جب حضرت عبید غزوۂ حنین میں شہید ہوئے تو آپ نے حضرت اُمِّ ایمن کا دوسرا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے

---

(16) بخاری، 3/546، حدیث: 5469 مختصراً

(17) سبل الہدی والرشاد، 7/114

کر دیا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہُ عنہما پیدا ہوئے۔[18]

ضباعہ بنت زبیر آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی صاحبزادی ہیں۔ ان کا نکاح حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہُ عنہ سے کیا جن سے حضرت عبد اللہ اور کریمہ رضی اللہُ عنہما پیدا ہوئے۔[19]

صحابیات کی شادی مدنی دور میں

اُمامہ بنت حمزہ آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہُ عنہ کی پیاری صاحبزادی تھیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہُ عنہا کی کفالت میں دیا تھا۔ اُمُّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہُ عنہا کے بیٹے سلمہ بن ابو سلمہ رضی اللہُ عنہما سے ان کی شادی رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود کی تھی۔[20]

فاطمہ بنتِ قیس آپ حضرت ضَحاک بن قیس رضی اللہُ عنہ کی بہن ہیں۔ ان کے شوہر ابو حفص بن مغیرہ نے انہیں طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد انہیں رشتوں کے پیغامات آنے لگے تو انہوں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ حاضرِ خدمت ہو کر بتایا کہ دو رشتے آئے ہیں: ایک جہم بن حذیفہ کا ہے اور دوسرا حضرت معاویہ بن ابو سفیان کا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے فرمایا: جہم بن حذیفہ سخت مزاج انسان ہیں اور معاویہ بن ابو سفیان غریب و نادار ہیں ان کے

---

(18) طبقات ابن سعد، 8/179

(19) طبقات ابن سعد، 8/38

(20) طبقات ابن سعد، 8/126، اسد الغابہ، 7/24

پاس مال نہیں ہے۔ پھر آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے شادی کرلیں، پھر آپ نے انہی سے نکاح کیا۔(21)

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وفود کے ساتھ انداز

جب اسلام کی روشنی مکہ و مدینہ سے پھیلتے پھیلتے دور تک پہنچی تو عرب و عجم کے دور و نزدیک والے شہروں اور دیہاتوں سے نہ صرف ایک ایک دو دو کرکے لوگ محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے بلکہ وفد کی صورت میں حاضری دینے والوں کا بھی تانتا بندھ گیا۔ کوئی اسلام قبول کرنے آرہا ہے تو کوئی دین سیکھنے، کوئی اپنے مسائل حل کروانے آرہا ہے تو کوئی زیارتِ رخِ اقدس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے، کوئی دُعاؤں کی خیرات پانے آرہا ہے تو کوئی انعامات کی بارش میں نہانے۔

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان آنے والوں پر شفقتوں، عنایتوں، نوازشوں اور کرم و مہربانی کے دریا بہاتے تھے، یہاں خاص طور پر وُفُود (Delegations) کے ساتھ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مختلف انداز ملاحظہ فرمائیے:

اصلاح کا منفرد انداز: اللہ پاک کے آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آنے والے وفود کی اصلاح کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اصلاح کا انداز اتنا میٹھا ہوتا کہ سامنے والا بغیر حجت کے آپ کی بات ماننے کو تیار ہوجاتا جیسا کہ بنوکِندہ کے اَسّی آدمیوں کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، اُس وفد کے سردار کا نام اَشعث بن قیس تھا۔ وہ اپنے علاقے کے حکمران تھے اور ان کے ساتھی بھی صاحبِ حیثیت تھے۔ یہ سب اصحاب

(21) اسد الغابہ، 7/248

اگرچہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن انہوں نے ریشم پہنا ہوا تھا۔ چنانچہ مدینہ میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ سب نے اپنے کندھوں پر حِیرَہ کی زریں چادریں ڈال رکھی تھیں جن کے کناروں پر ریشم کی لیس لگائی گئی تھی۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: کیا تم اسلام قبول نہیں کر چکے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اللہ کے فضل سے نعمتِ اسلام پا چکے ہیں۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پھر یہ ریشم کیسا؟ اہلِ وفد اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے اور سب نے فوراً چادریں زمین پر پھینک دیں۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کا جذبہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو آپ نے رئیسِ وفد اَشْعث بن قَیس کو بارہ اُوْقِیَہ اور دوسرے لوگوں کو دس دس اوقیہ بطورِ انعام عطا فرمایا۔(22)

تربیت فرمانا: فتحِ مکہ کے بعد قبیلۂ صَدِف کی ایک جماعت حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ اچانک سے سامنے آگئے اور بغیر سلام کئے بیٹھ گئے۔ حضور نے ان سے پوچھا: تم مسلمان ہو ناں؟ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! ہم مسلمان ہیں۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تو پھر تم نے سلام کیوں نہیں کیا؟ یہ سن کر انہیں سخت ندامت ہوئی اور سب نے کھڑے ہو کر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرحمةُ الله۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواب میں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ فرمایا اور حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اوقاتِ نماز کے

---

(22) طبقات ابن سعد، 1/248، تاریخ دمشق مدینہ، 9/123 ماخوذاً

بارے میں سوال کرنے لگے تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں نماز کے اوقات سکھائے۔(23)

وفد کا نام بدلنا: فتحِ مکہ سے قبل وفدِ جُہَیْنَہ سرورِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا یہ وفد عبدُ الْعُزّٰی بن بدر اور ان کے ماں شریک بھائی اَبُو رَوْعَہ کی سربراہی میں حاضر ہوا۔ چونکہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جاہلی ناموں کو سخت ناپسند فرماتے تھے چنانچہ آپ نے عبدُ الْعُزّٰی سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم آج سے عبد اللہ ہو۔ (قبیلۂ جہینہ بنی غیّان کی شاخ تھا۔ غیّان کے معنی چونکہ سرکشی کے ہوتے ہیں اس لئے) حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا نام بھی بدل دیا اور فرمایا: آئندہ تمہارا قبیلہ "بَنِی رَشدان" کہلائے گا۔ (یعنی ہدایت یافتہ لوگ) جس وادی میں ان لوگوں کا مسکن تھا اس کا نام غَوٰی (گمراہی) تھا۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا نام رُشد (یعنی ہدایت کی وادی) رکھ دیا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی مسجد کے لئے جگہ نشان زد فرمائی۔(24)

ایک موقع پر محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں قبیلہ "اَحمس" کے اڑھائی سو افراد آئے۔ حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم "اَحْمَسُ اللہ" ہیں (یعنی اللہ پاک کے جوش دلائے ہوئے)۔ زمانۂ جاہلیت میں انہیں اسی طرح کہا جاتا تھا۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کا نام بدل کر "اَحْمَسُ لِلّٰہِ" (یعنی اللہ پاک کے لئے جوش دلانے والے) رکھ دیا۔(25)

---

(23) السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، 4/181، طبقات ابن سعد، 1/248

(24) دیکھئے: طبقات ابن سعد، 1/251

(25) طبقات ابن سعد، 1/261 مختصراً

عطاو سخا میں مقدم کرکے عزت دینا: جب یہ بنو احمس کا وفد آیا تو اس وقت بارگاہِ نبوی میں بنو بَجیلة کا وفد بھی موجود تھا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بنو احمس والوں کی عزت افزائی فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: بَجیلة کے وفد کو عطا کرو اور احمس والوں سے ابتدا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔[26]

یہاں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عطا کی ابتدا احمس والوں سے فرما کر ان کے مقام و مرتبے کا لحاظ فرمایا۔

دعاؤں سے نوازنا: جب قبیلۂ اسلم اور قبیلۂ غِفار کو بھی قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی اور وہ خدمتِ نبوی میں باریاب ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہم نے دل و جان کے ساتھ اللہ کی اور آپ کی اطاعت اختیار کی ہمیں کوئی ایسی چیز عطا فرمائیں کہ ہم دوسرے قبائل کے سامنے اپنا سر عزت کے ساتھ بلند کر سکیں۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی درخواست کے جواب میں دستِ دعا اُٹھا کر فرمایا: اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا "اسلم" اللہ اُن کو سلامت رکھے اور غفار کی اللہ مغفرت فرمائے۔[27]

یہ دعا اہلِ وفد کے لیے اتنا بڑا اعزاز تھی کہ وہ فرطِ مسرت سے پھولے نہیں سماتے تھے۔

اسی طرح آپ نے نہ صرف بنو احمس کی عزت افزائی فرمائی بلکہ ان کے لئے دعائے خیر بھی فرمائی جیسا کہ مسند احمد میں ہے: "مولا! احمس کے پیدل دستوں اور

---

(26) سبل الہدیٰ والرشاد، 6/ 261- تاریخ مدینہ دمشق، 24/ 422

(27) طبقات ابن سعد، 1/ 265 مفہوماً

گھڑ سواروں میں برکت فرما۔" آپ نے یہ دعا سات بار مانگی۔[28]

خوش اخلاقی سے ملنا:

غزوۂ خندق کے سال قبیلۂ اَشجع کا ایک وفد صلح کا معاہدہ کرنے کے لئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ مدینہ آکر محلہ "شعبِ سلع" میں قیام پذیر ہوئے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب ان کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ خود ان کے پاس تشریف لے گئے، کافی دیر ان سے گفتگو فرمانے کے بعد صحابۂ کرام رِضوانُ اللہِ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ مہمانوں کی کھجوروں سے تواضع کرو۔ وہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے انہیں بڑی نرمی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا: ہم اسلام قبول کرنے نہیں آئے بلکہ آپ سے امن اور صلح کا معاہدہ کرنے آئے ہیں۔

رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو تم کہتے ہو وہ ہمیں منظور ہے۔ چنانچہ صلح اور امن کا ایک معاہدہ لکھا گیا جس کو فریقین نے منظور کر لیا۔ اس دوران اہلِ وفد حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاقِ کریمانہ سے اتنے متأثر ہو چکے تھے کہ معاہدۂ صلح مَعرضِ تحریر میں آنے کے فوراً بعد وہ سب پکار اُٹھے: اے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے۔[29]

وفد کا استقبال کرنا اور انہیں خوشخبری سنانا:

سن نو ہجری میں قبیلہ "عُذْرَہ" کے افراد رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں

---

(28) مسند احمد، 31/129، حدیث: 18834

(29) طبقات ابن سعد، 1/233 مفہوماً

حاضر ہوئے۔ حضور نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم بنی عذرہ ہیں قصی کے (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں ہم نے "قصی" کے مددگار بن کر خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے نکالا تھا اس لئے ہم آپ کے قرابت دار بھی ہیں۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے جواب میں فرمایا: مَرحَباً بِکُمۡ وَ اَھلاً۔ پھر انہیں غیب کی خبر دیتے ہوئے بشارت دی کہ اِن شآءَ اللہ جلد ہی ان کا علاقہ ہرقل کے چنگل سے آزاد ہو جائے گا۔

اہلِ وفد نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے چند سوالات پوچھے۔ تسلی بخش جواب ملنے پر سب حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں نصیحت فرمائی کہ (1) کاہنوں سے سوال نہ پوچھا کرو اور (2) جو قربانیاں تم اب دیتے ہو وہ سب منسوخ ہیں، صرف عیدُ الاضحیٰ کی قربانی باقی رہ گئی ہے اگر استطاعت ہو تو ضرور قربانی کیا کرو۔ یہ لوگ چند روز بطورِ مہمان حضور کے پاس ٹھہرے اور پھر انعام و اکرام سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔ (30)

وفود کو تحفوں سے نوازنا:

بنو حارث بن کعب نجران کا ایک نہایت معزز اور جنگجو قبیلہ تھا۔ سارے عرب میں شہرت تھی کہ اس نے کبھی دشمن سے شکست نہیں کھائی۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تبلیغِ اسلام کے لئے اس قبیلہ میں بھیجا تھا۔ ان کی کوشش سے یہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور ان کا ایک وفد حضرت خالد

---

(30) شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، 5/215

رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پوچھا کہ زمانۂ جاہلیت میں جو تم سے لڑا وہ ہمیشہ مغلوب رہا اس کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! اس کے تین سبب تھے: (1) ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔ (2) ہم خود کسی پر چڑھائی نہیں کرتے تھے۔ (3) جب کوئی ہم پر لڑائی مسلط کر دیتا تو ہم میدانِ جنگ میں سیسہ پلائی دیوار بن جاتے اور کبھی منتشر نہیں ہوتے تھے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک تم سچ کہتے ہو، جو فوج یا جماعت ان اصولوں پر لڑے گی وہ ہمیشہ غالب رہے گی۔

جب یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے سردار قیس بن حصین رضی اللہ عنہ اور دیگر اراکینِ وفد کو انعامات سے نوازا۔[31]

نصیحت فرمانا:

شعبان 10 ہجری میں خولان کے مسلمان بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم خدا اور رسول کے اطاعت گزار ہیں اور طویل سفر کرکے محض آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی جس نے مدینہ آکر میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا۔

اس قبیلہ کے لوگ "عمِ انس" نامی ایک بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ حضور نے پوچھا: تم نے عمِ انس کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسولَ اللہ ہم آپ پر ایمان لے

---

(31) طبقات ابن سعد، 1/ 256، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، 5/ 173 ملخصاً

آئے ہیں اور اس کی پرستش ترک کر دی ہے البتہ چند بوڑھے لوگ ابھی تک اس کی پوجا کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے جاہلیت کے زمانے کے چند واقعات سنائے کہ وہ کس طرح عم انس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے اور خود بھوکے رہ کر ہر چیز سے اس کا حصہ نکالتے تھے۔ حضور نے ان لوگوں کو فرائضِ دین سکھائے اور بطورِ خاص یہ نصیحتیں فرمائیں:

1. عہد کو پورا کرو۔

2. امانت میں خیانت نہ کرو۔

3. پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو۔

4. کسی پر ظلم نہ کرو کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لیے اندھیری رات ثابت ہو گا۔ (32)

درسِ سیرت:

محترم قارئین! حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کے ان روشن گوشوں سے ہمیں سیکھنے کو بہت کچھ ملتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ آنے والے مہمانوں، دوستوں اور عزیزوں کا خوش دلی سے استقبال کریں۔ باہم خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ موقع کی مناسبت سے سامنے والے کو نصیحت کریں۔ اچھے مشورے دیں۔ وقتِ رخصت آسانی ہو تو تحائف بھی دیں۔

زادِ راہ عطا فرمانا: چار سو گھڑسواروں پر مشتمل مزینہ کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوا۔ جب یہ قافلہ فیضِ نبوی سے مستفیض ہو کر

---

(32) شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، 5/218

جانے لگا تو امیرِ قافلہ حضرت نعمان بن مُقرِّن رضی اللہُ عنہ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے درخواست کی کہ ہمیں زادِراہ عطا فرمایئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عمر رضی اللہُ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ انہیں زادِ راہ دو۔ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میرے پاس کھجوروں کی تھوڑی ہی مقدار ہے جو چار سو آدمیوں کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جاؤ اور یہی کھجور ان میں تقسیم کردو۔ حضرت نعمان رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہُ عنہ مجھے اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں اونٹ کے برابر کھجوروں کا ڈھیر پڑا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے کھجوریں تقسیم کرنی شروع کیں تو سب نے اپنا اپنا حصہ حاصل کیا۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ کھجوروں کا ڈھیر اسی طرح موجود تھا، جیسے تقسیم سے پہلے تھا اور اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ (33)

مباہلہ کی دعوت دینا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ نجران کی طرف خط روانہ فرمایا جس میں آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ جب یہ پیغام انہیں پہنچا تو شہر کے پادریوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپ کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ ان کے حق پر ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق کریں۔ اس کام کے لئے انہوں نے ساٹھ افراد پر مشتمل وفد مدینہ شریف بھیجا۔ ان لوگوں کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمے لگا دیئے گئے، انہوں نے وہیں قیام کیا۔ اس دوران حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں حق کی طرف بلاتے رہے اور ان کے طرح طرح کے سوالوں کے جوابات دیتے رہے لیکن ان لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ ایک دن آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو کہنے

---

(33) زرقانی علی المواہب، 5/179

لگے کہ ہم تو پہلے سے مسلمان ہیں۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ صلیب کے پجاری ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہو حالانکہ ان کی حالت اللہ کے نزدیک آدم علیہ السّلام جیسی تھی اور وہ بھی ان کی طرح مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ پھر وہ خدا کس طرح ہو گئے۔ اہلِ وفد نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کوئی بات نہ مانی اور برابر بحث کرتے رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ(۶۱)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: پھر اے محبوب جو تم سے عیسٰی کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔(34)

چنانچہ اتمامِ حجت کے طور پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہُ عنہما کو ساتھ لے کر عیسائیوں سے مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ عیسائیوں کو مباہلہ کرنے کی ہمت نہ پڑی کیوں کہ ان میں سے بعض لوگوں نے رائے دی کہ اگر یہ واقعی نبی ہیں تو ہم لوگ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم نہ مباہلہ کرتے ہیں اور نہ اسلام قبول کرتے ہیں البتہ ہمیں جزیہ دینا منظور ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ایک دیانت

---

(34) پ3، آلِ عمران: 61

دار آدمی کو بھیج دیں، جو رقم آپ مقرر کریں گے وہ ہم اسے دے دیا کریں گے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی بات مان لی اور فریقین کے مابین اسی کے مطابق معاہدہ طے پا گیا۔(35)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور جنات کا وفد: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا: تم میں سے کون ہے جو آج رات میرے ساتھ جنّات کے وفد کے پاس جائے گا؟ یہ جملہ تین بار دہرایا لیکن حاضرین خاموش رہے پھر آپ خود ہی مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ ہم بہت دور تک چلتے رہے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے سارے پہاڑ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ ہم نے طویل شخص دیکھے گویا کہ وہ نیزے ہوں، انہوں نے لنگوٹ پہنی ہوئی تھی۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھ پر شدید لرزہ طاری ہو گیا۔ یہاں تک کہ خوف کی وجہ سے میری ٹانگوں پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ جب ہم ان کے قریب گئے تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے لئے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے دائرہ کھینچا، آپ نے فرمایا: اس دائرے کے درمیان بیٹھ جاؤ۔ میرا سارا خوف وتردد ختم ہو گیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آگے تشریف لے گئے اور طلوعِ فجر تک قراءت کرتے رہے پھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: میرے ساتھ آجاؤ۔ پھر میں آپ کے ساتھ چلنے لگا، ہم کچھ دور ہی گئے تھے کہ آپ نے فرمایا: دیکھو کیا تمہیں ان میں سے کوئی نظر آرہا ہے؟ کہا: میں بہت زیادہ سیاہی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے زمین سے گوبر اور ہڈی اٹھائی

---

(35) سبل الہدیٰ والرشاد، 6/415تا420ملتقطاً

اور ان کی طرف پھینک کر فرمایا: انہوں نے مجھ سے زادِ راہ کا سوال کیا تھا، میں نے انہیں کہا: تمہارا زادِ راہ ہڈی اور گوبر ہے۔(36)

جانوروں کے وفد پر رحم فرمانا: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک مرتبہ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، اتنے میں دیکھا کہ تقریباً سو بھیڑیوں کا وفد حاضرِ دربار ہے، حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: بھیڑیوں کے یہ نمائندے تمہارے پاس آئے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں کہ تم ان کے لئے اپنا فالتو کھانا مختص کر دو، اس کے بدلے تمہارے جانور محفوظ رہیں گے۔ بھیڑیوں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنی یہ حاجت پیش کی تھی جسے آپ نے پوری فرمادی، اس کے بعد بھیڑیے باہر نکلے اور آواز نکالنے لگے۔ (گویا شکریہ ادا کر رہے ہوں)(37)

یہ اللہ پاک کے آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا آنے والے وفود کے ساتھ انداز تھا۔ یہی وہ پیارا انداز تھا جس کی وجہ سے مختلف قبائل جوق در جوق اسلام کے دامن میں آنے لگے۔ آنے والے قبائل آپ کے انداز اور تبلیغ سے اس قدر متأثر ہوتے کہ نہ صرف خود مسلمان ہوتے بلکہ اپنے قبیلے جا کر نیکی کی دعوت کی دھومیں بھی مچاتے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مختلف طرزِ عمل کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(36) معجم کبیر للطبرانی، 1/125، حدیث: 251، سبل الہدیٰ والرشاد، 6/434

(37) دارمی، 1/25، حدیث: 22، سبل الہدیٰ والرشاد، 6/440۔

محمد عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خادمین کے ساتھ انداز

مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی[38]

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان ہی نرالی ہے، آپ کی زیارت اہلِ ایمان کے دلوں کی راحت، آپ سے محبت کامل ایمان کی علامت اور آپ کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنا کامیابی و کامرانی کی ضمانت ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنے غلاموں کو نوازنے کی منظر کشی اِس شعر میں کتنے خوبصورت انداز میں کی گئی ہے:

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خدمت گاروں کو نوازنے کا انداز بھی کیا خوب تھا، آیئے! اِس بارے میں تفصیل سے پڑھتے ہیں۔

چند خادمینِ مصطفےٰ:

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ نے دس سال اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کی۔

(2) حضرت اسلع بن شریک رضی اللہُ عنہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کجاوے پر سامان رکھا کرتے تھے۔

(3) حضرت ایمن بن عبید رضی اللہُ عنہ نے پاکیزگی حاصل کرنے کے برتن کی ذمہ

(38) یہاں سے اختتام تک تمام مضامین "مولانا ناصر جمال عطاری مدنی" نے لکھے ہیں۔

داری لے رکھی تھی، جب بھی حاجت کے لئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے جاتے تو یہ بارگاہِ رسالت میں یہ برتن پیش کر دیتے۔

(4)حضرت بلال اذان دینے کے علاوہ اہل وعیال پر اخراجات کے نگران تھے۔

(5)حضرت حسان اسلمی رضی اللہُ عنہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری کو ہانکا کرتے تھے۔

(6)شاہِ حبشہ حضرت نجاشی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے بھتیجے یا بھانجے حضرت ذُو مِخْمَر رضی اللہُ عنہ کو اپنی جگہ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کے لئے بھیجا تھا۔

(7)حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہُ عنہ نے اپنے ذمّے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وُضو کا برتن پیش کرنے کی ذمّہ داری لے رکھی تھی۔

(8)جب رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قضائے عمرہ ادا کرنے کے لئے تشریف لائے تو آپ کی اونٹنی چلانے کی ذمہ داری حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہُ عنہ نے لے رکھی تھی۔

(9)حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جوتے مبارک پہنانے کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔

(10)حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہُ عنہ قرانِ پاک اور علمِ فرائض کے بہت زیادہ جاننے والے اور بہت بڑے شاعر تھے لیکن آپ نے اعزاز سمجھ کر دورانِ سفر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دراز گوش کو ہانکنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔

(11)حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہُ عنہ نے رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے

اسلحہ برداری کی ذمّہ داری لے رکھی تھی۔[39]

یہ جتنے کام اوپر ذکر کئے گئے ہیں، عام طور پر معاشرے میں اُن میں اونچ نیچ ہو جانا معمول کی بات ہے اور اِس کے نتیجے میں ردِّ عمل کا اظہار بھی کیا جاتا ہے لیکن قربان جایئے اللہ پاک کے آخری نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر! آپ نے اپنے خدمت گاروں کے ساتھ بے مثال شفقت و مہربانی کا برتاؤ رکھا اِس سلسلے میں کرم نواز آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کریمانہ انداز آپ بھی پڑھئے:

(1) خدمت کرنے والوں کو حقیر سمجھنا عام سی بات ہے مگر میرے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے انداز کے ذریعے خدمت گزاروں کو اپنے قریب رکھ کر چوٹی جتنی عظمت سے نوازا چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خدمت گار اپنے برتن لے آتے جن میں پانی ہوتا، جو بھی برتن آپ کے سامنے لایا جاتا آپ اپنا دستِ مبارک اس میں ڈبوتے، بسا اوقات ٹھنڈی صبح میں برتن لائے جاتے تو آپ (تب بھی) ان میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔[40] مدینے کی کسی بھی باندی یا چھوٹی بچی کو کوئی کام ہوتا یا کسی قسم کی کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے ساتھ لے جاتی۔ بلاشبہ یہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کمالِ عاجزی اور تکبر کی تمام اقسام سے براءت کی دلیل ہے۔[41]

(2) عام طور پر خدمت کرنے والوں کو بات بات پر روکنا ٹوکنا اپنا حق سمجھا جاتا

---

(39) سبل الہدیٰ والرشاد، 11/414

(40) مسلم، ص977، حدیث:6042

(41) بخاری، 4/118، حدیث:6072، عمدۃ القاری، 15/224

ہے، زبان کے تیروں کے ساتھ ہاتھ کو ہتھیار بناکر وار کیا جاتا ہے اور اِس کا مقصد وقتاً فوقتاً اِن کو ذلیل کرنا ہوتا ہے جو ذلّت ورسوائی کا سبب بنتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انداز اِن سب عیوب سے پاک تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ کسی خادم کو مارا اور نہ کبھی کسی عورت کو مارا۔(42)

مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہُ عنہ کو بارگاہِ رسالت میں چھوٹی عمر سے خدمت کرنے کا موقع ملا، دورانِ خدمت آپ نے جو اندازِ مصطفٰے دیکھے اُسے آپ کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: میں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سفر و حضر میں خدمت کی، میرے کئے گئے کام کے بارے میں آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اِس طرح کیوں کیا؟ اور نہ میرے کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا: یہ کام اِس طرح کیوں نہیں کیا۔(43)

حضرت انس رضی اللہُ عنہ کام لینے سے متعلق اندازِ مصطفٰے کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے، آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا۔ جب کہ میرے دل میں یہ تھا کہ اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے جس کام کا حکم فرمایا ہے میں اس کے لئے ضرور جاؤں گا۔ میں اُسے کرنے نکلا حتّی کہ میں اُن

---

(42)ابوداؤد،4/328،حدیث:4786

(43)بخاری،2/243،حدیث:2768

بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے، پھر اچانک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پیچھے سے میری گدی سے مجھے پکڑ لیا، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: چھوٹے انس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے (جانے کے لئے) کہا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں جارہاہوں۔(44)

(3) ہمارے یہاں خدمت کرنے والوں کے ساتھ ایسا تکلیف دینے والا انداز اختیار کیا جاتا ہے کہ جس سے وہ نجات پانے، جان چھڑانے اور دور جانے کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خادموں کے ساتھ جو انداز اختیار کیا اس کی برکت سے وہ خادم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اپنی جان چھڑکنے کو اور آپ کے مزید قریب ہونے کو اپنا اعزاز سمجھتا چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہُ عنہ آٹھ سال کی عمر میں دشمنوں کے ہاتھ قید ہوگئے تھے، جب وہ آپ کو بازار میں فروخت کرنے لائے تو حضرت حکیم بن حزام رضی اللہُ عنہ نے آپ کو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کو بطورِ تحفہ پیش کر دیا۔ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کا حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نکاح ہوا تو آپ نے حضرت زید رضی اللہُ عنہ کو خدمتِ مصطفٰے کے لئے مقرر کر دیا۔ جب حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہُ عنہ کو معلوم ہوا کہ آپ کے چھوٹے بھائی بارگاہِ رسالت میں بطورِ خدمت گار ہیں تو وہ آپ کو لینے آئے اور یوں عرض کی: یارسولَ اللہ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ آپ نے فرمایا: وہ یہی ہیں، اگر آپ کے ساتھ جانا چاہیں تو میں نہیں روکوں گا۔ حضرت زید رضی اللہُ عنہ نے

(44) مسلم، ص972، حدیث:6015۔

یہ سُن کر عرض کی: یارسولَ اللہ! میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر دیکھی (وہ اِس طرح کہ میں نے انہیں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فراق [جدا ہونے] کا مشورہ دیا اور آپ نے وصال [قریب رہنا] چاہا وہ مجھ سے بہتر رائے والے تھے انہوں نے حضور کو اختیار کیا۔)[45]

(4) اندازِ مصطفےٰ میں "خادم" کو دعا سے نوازنا بھی ملتا ہے چنانچہ ایک موقع پر حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! انس آپ کا خادم ہے، اِس کے لئے دعا فرمائیے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اِس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔[46]

(5) ہماری خواہش ہوتی ہے کہ خادم ہمارے منہ سے نکلنے سے پہلے ہماری ضرورت پوری کردے اور ہم اُس کی شدید ضرورتوں کو پورا کرنے سے بھی بچے رہیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انداز یہ تھا کہ آپ خود خادموں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے خادم سے یوں پوچھا کرتے: کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ ایک دفعہ خادم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میری ایک حاجت ہے۔ فرمایا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ عرض کی: میری حاجت یہ ہے کہ آپ روزِ قیامت میری شفاعت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اس بارے میں تیری رہنمائی کس نے کی؟ اس نے کہا: میرے ربّ نے۔ فرمایا: کیوں نہیں! تو

---

(45) ترمذی، 5/446، حدیث: 3841

(46) بخاری، 4/202، حدیث: 6344

پھر تو سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔(47)

حضرت ربیعہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کیا کرتا تھا اور میرا پورا دن آپ کی ضروریات پوری کرنے میں گزرا کرتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عشاء کی نماز ادا فرمالیتے، نمازِ عشاء کے بعد آپ اپنے گھر تشریف لے جاتے تو میں آپ کے دروازے پر بیٹھ جاتا۔ میں سوچتا کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کوئی ضرورت پیش آجائے، میں کافی دیر تک آپ کی آواز سنتا رہتا کہ آپ سُبْحَانَ الله، سُبْحَانَ الله، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ کے الفاظ ادا کرتے رہتے، یہاں تک کہ میں ہی تھک کر واپس آجاتا، یا مجھ پر آنکھیں غلبہ پالیتیں اور میں سو جاتا۔(48)

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہُ عنہ رات کے وقت حسبِ معمول وضو کا پانی وغیرہ لے کر حاضر تھے، دریائے رحمت جوش میں آیا تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”مانگو!“ وہ صحابی تھے، اِختیاراتِ مصطفٰے کی وسعت صبح شام اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے، یہ بھی جانتے تھے کہ یہ وہ بارگاہ ہے کہ جہاں کچھ مانگنے پر انکار نہیں کیا جاتا اور ”اگر“ کی قید بھی نہیں لگائی جاتی لہٰذا عرض کی: میں آپ سے جنّت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ فرمایا: اِس کے علاوہ؟ عرض کی: بس یہی۔ فرمایا: اپنے معاملے میں کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔(49)

---

(47) مسند احمد، 25/479، حدیث: 16076

(48) مسند احمد، 27/118، حدیث: 16579

(49) مسلم، ص199، حدیث: 1093

(6)اندازِ مصطفےٰ میں خادم کے بیمار ہونے کی صورت میں عیادت کے لئے جانا بھی شامل ہے چنانچہ ایک یہودی لڑکا خدمتِ مصطفےٰ کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپ اُس کی طبیعت پوچھنے تشریف لائے، اُس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا: مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا: ابو القاسم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم جو کچھ کہتے ہیں مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم باہر نکلے تو آپ نے فرمایا: شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس بچے کو جہنم سے بچالیا۔[50]

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے جیسے اپنے طرزِ عمل سے اِس طبقے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کا طریقہ سکھایا ہے اِسی طرح اپنے اندازِ بیان کے ذریعے اِس طبقے کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں، اِس سلسلے میں چند روایات یہ ہیں:

(1)اُجرت یا مزدوری جلد ادا کرنے کی تاکید یوں فرمائی: اجیر کو اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو۔[51]

(2)اُجرت یا مزدوری نہ دینے یا کم دینے پر وعید سنائی چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا میں قیامت میں خود مدعی بنوں گا: (1) وہ شخص جس نے میرے نام پہ عہد کیا اور پھر عہد توڑا (2) وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی (3) وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا پھر کام تو اس سے پورا

---

(50)بخاری، 1/456، حدیث: 1356

(51)ابن ماجہ، 3/162، حدیث: 2443

لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔[52]

(3) باربار غلطی ہو جانے پر ہر مرتبہ معاف کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ایک شخص نے پوچھا: یارسولَ اللہ! میں اپنے خادم (کی غلطیوں) کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ فرمایا: روزانہ 70 مرتبہ۔[53]

(4) رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خادم کو ہمارا بھائی فرمایا اور اُس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا: تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں، اللہ پاک نے ان کو تمہارے ماتحت کردیا ہے، لہٰذا جس کے تحت میں اس کا بھائی (خادم) ہو، وہ اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے، اپنے کپڑوں میں سے پہنائے اور اسے کسی ایسے کام کی ذمّہ داری نہ سونپے جو اسے عاجز کردے اور اگر اسے کسی ایسے کام کا ذمّہ دار بناتا ہے جو اسے عاجز کردے تو اس کی مدد کرے۔[54]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آخری بات (انتقال کے موقع پر) یہ تھی کہ نماز نماز (یعنی نماز کا ہمیشہ خیال رکھنا) اور جو تمہاری ملکیت میں (غلام اور لونڈی) ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔[55]

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حسنِ اخلاق کا صدقہ نصیب کرے۔ اٰمین

---

(52) بخاری، 2/66، حدیث: 2270

(53) ترمذی، 3/381، حدیث: 1956

(54) ترمذی، 3/380، حدیث: 1952

(55) ابوداؤد، 4/437، حدیث: 5156

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قیدیوں کے ساتھ انداز

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تشریف لانے سے پہلے مخلوقِ خدا پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے جاتے تھے اُس وقت نہ تو جنگی اخلاقیات کا کوئی تصور تھا اور نہ ہی قیدیوں کے کوئی حقوق تھے اِس لئے قیدی دل ہلا دینے والی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے تھے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے انداز سے دنیا کو یہ بتایا کہ قیدی بھی انسان ہیں اور اِن کے بھی حقوق ہیں، آیئے! قیدیوں کے ساتھ اندازِ مصطفےٰ کی چند جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں:

(1) اسلام کے دشمنوں نے رسولِ کریم کی شفقت و کرم نوازیاں کئی مرتبہ دیکھی تھیں وہ لوگ تمام تر عداوت و دشمنی رکھنے کے باوجود آپ کو کریم سمجھتے تھے چنانچہ ایک موقع پر جب یہ لوگ قیدی بن کر آئے تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِن سے پوچھا: تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ اُن لوگوں نے عرض کی: خَیْرًا، اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیم یعنی آپ بھلائی کریں گے کیوں کہ آپ کرم نواز ہیں اور کرم نواز بھائی کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن لوگوں کو آزاد کر دیا۔[56]

(2) نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک فوجی دستہ قبیلۂ نجد کی طرف روانہ فرمایا، حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہُ عنہ یمامہ کے سردار تھے اور ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے، یہ دستہ آپ کو گرفتار کر کے مدینۂ منورہ لایا اور ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسولِ

---

(56) سنن کبری للبیہقی، 9/200، تحت الحدیث:18276

اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ نے اِن سے اپنے بارے میں رائے لی تو آپ نے اچھی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ یعنی اگر آپ جان سے مار دیں تو آپ اِس سزا کے حق دار کو قتل کریں گے، اگر (قید سے رہا کرکے) انعام کریں تو آپ ایک شکریہ ادا کرنے والے پر انعام کریں گے، اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو وہ بتادیں جتنا آپ چاہیں گے اتنا آپ کو دیا جائے گا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو چھوڑ دیا پھر اگلے دن تشریف لاکر یہی پوچھا، آپ نے یہی جواب دیا، تیسرے دن پوچھنے پر جب وہی جواب دیا تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو قید سے رِہا کردیا۔ دنیا کی قید سے تو آپ آزاد ہوگئے مگر اندازِ مصطفےٰ کچھ ایسا بھایا کہ پہلے غسل کیا اور پھر ایمان لاکر سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غلامی میں آگئے۔(57)

(3) اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (۸)﴾ ترجَمۂ کنز العرفان: اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔(58)

اس آیت کا ایک معنٰی یہ ہے کہ اللہ پاک کے نیک بندے ایسی حالت میں بھی مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت اور خواہش ہوتی ہے۔ دوسرا معنٰی یہ ہے کہ اللہ پاک کے نیک بندے مسکین، یتیم اور

---

(57) بخاری، 3/131، حدیث:4372، ابوداود، 3/77، حدیث:2679

(58) پ29، الدھر:8

قیدی کو اللہ پاک کی محبت میں اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔(59)

بلاشبہ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو اپنے فرامین و کردار کے ذریعے قراٰن پاک پر عمل کرنا سکھایا ہے اُسی تربیت میں یہ آیت بھی شامل ہے کہ درسگاہِ مصطفٰے میں بیٹھ کر اِن ہدایت کے ستاروں نے یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کی تعلیم وتربیت حاصل کی اور میدانِ عمل میں اِس کا عملی اظہار بھی کیا چنانچہ جب جنگِ بدر میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہُ عنہ کے بھائی بھی قیدی بنے تھے اِس کے باوجود وہ خود اپنے ساتھ کئے جانے والے حسنِ سلوک کو یوں بیان کرتے ہیں: میں بدر کے دن قیدیوں میں شامل تھا، اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "اِسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا یعنی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔" میں انصار کی حراست میں ایک گروہ کے ساتھ قید تھا، اللہ اُن کو عمدہ بدلہ دے وہ جب بھی صبح وشام کھانا کھاتے تو خود کھجور سے کام چلالیتے اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وصیت کی وجہ سے مجھے روٹی کھلاتے۔ جس کے ہاتھ بھی روٹی آتی وہ مجھے لا کر دے دیتا۔ مجھے اکیلے کھاتے ہوئے شرم آتی تو میں وہ روٹی اسے واپس کر دیتا مگر وہ اسے ہاتھ بھی نہ لگاتا اور مجھے زبردستی دے دیتا۔(60)

کھجور کے مقابلے میں روٹی قیمتی بھی تھی اور کم بھی تھی، اِس کے باوجود آپ نے

---

(59) مدارک، الدھر، تحت الآیۃ:8، ص1306

(60) معجم صغیر، 1/146- سیرت ابن ہشام، ص267

ملاحظہ کیا کہ بارگاہِ رسالت سے کی جانے والی حسنِ سلوک کی تاکید میں کتنا اثر تھا کہ قیمتی چیز قیدیوں کو دی جاتی تھی تاکہ حسنِ سلوک کیا جاسکے۔

(4)قیدیوں کی آزادی کے لئے مختلف انداز تھے مثلاً:

☆ کبھی فدیہ لے کر اُنہیں آزاد کیا گیا جیسے جو فدیے میں مال نہیں دے سکتے تھے اُن کے لئے مال کا متبادل مقرر کیا گیا جیسے بدر کے وہ قیدی جو فدیے میں مال نہیں دے سکتے تھے اُن کے لئے لکھنا سکھانے کو فدیہ قرار دے دیا گیا۔[61]

☆اسی طرح کئی مواقع ایسے آئے کہ جس میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فدیہ ادا فرمایا چنانچہ غزوۂ بنی مصطلق میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کئی افراد قید ہوئے جن میں قبیلے کے سردار حارِث بن ضِرار کی بیٹی حضرت جُویریہ بنتِ حارِث رضی اللہُ عنہا بھی تھیں، انہوں نے قید سے آزاد ہو کر اپنے قبیلے جانے کے بجائے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نکاح میں آنے کو ترجیح دی۔

جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس نکاح کی خبر دیگر مسلمانوں کو ہوئی تو انہوں نے حضرت جویریہ رضی اللہُ عنہا کے قبیلے کے سبھی قیدیوں کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سسرالی رشتہ کا احترام کرتے ہوئے آزاد کر دیا، آپ کو جان کر حیرت ہو گی کہ اِن میں سو خاندانوں کے افراد کو رہائی نصیب ہوئی۔ اسی لئے حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا اسے بہت زیادہ خیر و برکت والا نکاح قرار دیتے ہوئے فرماتی ہیں: فَمَا رَاَيْنَا اِمْرَاَةً كَانَتْ اَعْظَمَ بَرَكَةً عَلٰى قَوْمِهَا مِنْهَا یعنی قوم پر خیر و برکت لانے والی کوئی عورت

---

(61)طبقات لابن سعد، 2/16

ہم نے حضرت جُوَیْرِیَہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نہیں دیکھی۔(62)

☆ایسا بھی ہوا کہ فدیہ لئے بغیر قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا جیسا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشاد پر قبیلۂ ہوازن کے قیدیوں کو بلامعاوضہ رہائی نصیب ہوئی۔(63) اسی طرح جنگِ بدر کے موقع پر کچھ قیدی وہ تھے جن کو بلامعاوضہ آزادی ملی۔(64)

آج بھی ہم قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے یہ انداز اپنالیں تو جرائم رُک سکتے ہیں، امن و امان میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اچھے لوگوں کی تعداد تیزی کے ساتھ بڑھ سکتی ہے۔

محمد عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اندازِ خیر خواہی

اللہ کریم کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یوں تو ہر ادا ہمارے لئے خیر و بھلائی والی ہے لیکن آپ کے اندازِ خیر خواہی کی بات ہی نرالی ہے جس سے خود اللہ پاک کا سچا کلام قراٰنِ پاک ہمیں متعارف (Introduce) کرواتا ہے تاکہ ہم آپ سے دل و جان سے محبت کریں اور آپ کا اندازِ خیر خواہی اپنا کر اپنی دنیا و آخرت کو بہتر بنائیں۔

سب سے پہلے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ پاک نے کس طرح رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ خیر خواہی کو بیان فرمایا ہے؟ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿حَرِیْصٌ﴾

---

(62)ابوداود، 4/30، حدیث:3931- سیرت حلبیہ، 2/379

(63)بخاری، 3/111، حدیث:4318، 4319

(64)سیرت ابن ہشام، ص273

عَلَيْكُمْ﴾ ترجمہ: تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔ (65)

امام فخرُ الدّین رازی رحمۃ اللہِ علیہ آیت کے اِس حصّے کی یوں وضاحت فرماتے ہیں: یعنی وہ دنیاو آخرت میں تمہیں بھلائیاں پہنچانے پر حریص ہیں۔ (66)

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾ کا معنٰی یہ ہیں کہ کوئی تو اولاد کے آرام کا حریص ہوتا ہے کوئی مال کا، کوئی عزت کا، کوئی پیسے کا، کوئی کسی اور چیز کا مگر محبوب علیہ السّلام نہ اولاد کے، نہ اپنے آرام کے، (بلکہ) تمہارے حریص ہیں اسی لئے ولادتِ پاک کے موقع پر ہم کو یاد کیا، معراج میں ہماری فکر رکھی، بر وقتِ وفات ہم کو یاد فرمایا، قبر میں جب رکھا گیا تو عبد اللہ بن عباس نے دیکھا کہ لبِ پاک ہل رہے ہیں غور سے سنا تو امّت کی شفاعت ہو رہی ہے، رات رات بھر جاگ کر اُمت کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں کہ خدایا! اگر تو اُن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو بخش دے تو تُو عزیز اور حکیم ہے۔ قیامت میں سب کو اپنی اپنی جان کی فکر ہو گی مگر محبوب علیہ السّلام کو جہان کی۔ سب نبی نفسی نفسی فرمائیں گے اور محبوب علیہ السّلام اُمّتی اُمّتی۔ (67)

آیئے! ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس انداز سے ہماری خیر خواہی فرمائی ہے:

اعلانِ نبوت سے پہلے اندازِ خیر خواہی: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اعلانِ

---

(65) پ11، التوبۃ:128

(66) تفسیر کبیر، التوبۃ، تحت الآیۃ:128، 6/178

(67) شانِ حبیب الرحمن، ص99-100

نبوت سے پہلے بھی لوگوں کے ساتھ خیر و بھلائی کا انداز اختیار فرمایا، وہ انداز کس نوعیت کا تھا؟ اِس سلسلے میں اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چند جملے اندازِ مصطفیٰ کو واضح کرتے ہیں چنانچہ جب پہلی وحی اُتری تو اُس موقع پر آپ نے خیر خواہی پر مشتمل یہ خوبیاں بیان فرمائیں: بِلا شُبہ آپ صِلہ رحمی (خونی رشتوں سے اچھا سلوک) فرماتے ہیں، بوجھ اٹھاتے، جو چیز نہیں ہوتی وہ عطا فرماتے، مہمان نوازی کرتے اور راہِ حق میں مصائب برداشت کرتے ہیں۔(68) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عرض کا مطلب یہ ہے کہ "آپ رشتہ داروں پر ہر طرح کا احسان کرتے ہیں بلکہ آپ کا احسان رشتہ داروں کے ساتھ خاص نہیں، ہر شخص کو عام ہے اور یہی نہیں کہ آپ صرف دادودہش کرتے ہیں بلکہ لوگوں کو عمدہ تعلیم اور اچھے اخلاق کی تلقین بھی کرتے ہیں۔(69) یاد رہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ اندازِ خیر خواہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کم و بیش پندرہ سال دیکھے، اس لحاظ سے آپ کے یہ جملے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

اعلانِ نبوت کے بعد اندازِ خیر خواہی: رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو جو لوگ آپ کو صادق و امین مانا کرتے تھے، آپ کی جان کے دشمن ہوگئے، بہت زیادہ تکلیفیں پہنچانے لگے، ایک موقع پر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خیر خواہی کا انداز اِس طرح ہوا کہ لبِ مصطفیٰ پر یہ دعا آئی: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا

---

(68) بخاری، 1/8، حدیث: 3

(69) نزہۃ القاری، 1/251

یَعْلَمُوْنَ یعنی اے اللہ! میری قوم (کے اِس تکلیف دینے کے گناہ) کو معاف کر دے یہ نہیں جانتی۔ (70)

جب بارگاہِ رسالت میں دشمنوں کے خلاف دعا کرنے کی عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً یعنی مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (71)

اِس اندازِ خیر خواہی کا اثر ایک واقعے سے ملاحظہ کیجئے چنانچہ حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ ایمان لا کر بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کرنے لگے: خدا کی قسم! پہلے میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ ناپسند نہیں تھا لیکن آج آپ کا وہی چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ پسند ہے۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ ناپسند نہ تھا مگر اب آپ کا وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ پسند ہے۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا لیکن اب آپ کا وہی شہر میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ (72)

فتحِ مکہ کے موقع پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے دشمنوں کو لایا گیا تو آپ نے اُن سے پوچھا: کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ عرض کی: اے کرم نواز بھائی، اے کرم نواز بھائی کے بیٹے! (آپ ہمارے ساتھ) بھلائی (کریں گے۔) آپ

---

(70) صحیح ابن حبان، 2/160، حدیث: 969

(71) مسلم، ص1074، حدیث: 6613

(72) بخاری، 3/131، حدیث: 4372

نے ارشاد فرمایا: جاؤ! تم آزاد ہو۔(73)

حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کثرت سے ذکر کرتے، فضول بات نہ کرتے، لمبی نماز ادا فرماتے، خطبہ مختصر دیتے، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کی ضرورت پوری کر دیتے۔(74)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّت کے ساتھ اندازِ شفقت کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے: حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دو بار (تو دنیا میں) عرض کر لی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَۃَ لِیَوْمٍ یَرْغَبُ اِلَیَّ الْخَلْقُ کُلُّھُمْ حَتّٰی اِبْرَاھِیْمُ یعنی اے اللہ! میری اُمّت کی مغفرت فرما، اے اللہ! میری اُمّت کی مغفرت فرما۔ اور تیسری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں مخلوقِ الٰہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ کے خلیل) حضرت ابراہیم علیہ السّلام بھی میرے نیاز مند ہوں گے۔(75)

یہ بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات مبارک کی خیر خواہی ہی ہے کہ آپ کی بدولت گمراہوں کو ہدایت ملی، مظلوم و بے کس کو سہارا نصیب ہوا، جن لوگوں کے حقوق پامال ہو رہے تھے اُن کو اندازِ مصطفےٰ کی برکت سے حقوق کا تحفظ ملا، آپ نے

---

(73) سنن کبری للبیہقی، 9/200، حدیث: 18276

(74) نسائی، ص243، حدیث: 1411

(75) مسلم، ص318، حدیث: 273

لوگوں کو بتایا کہ اللہ ایک ہے، دل میں اتر جانے والے انداز کے ذریعے تعظیمِ والدین کا درس دیا، صلۂ رحمی کرنا سکھائی، قطع رحمی سے روکا۔ دل کی بستی کو ربّ کی یاد سے آباد کرنا سکھایا، وہ تمام چیزیں جو ہماری سوچ کو خراب اور عمل کو کمزور کرتی ہیں اُن کی نشاندہی فرمائی اور اِن سے چھٹکارا پانے کا طریقہ بھی سکھایا۔

جن کو اللہ نے نوازا ہے اُن کو خرچ کرنے کا طریقہ اور غریب و نادار لوگوں کا احساس کرنے کا سلیقہ سکھایا تا کہ یہ لوگ محبِ فقَرا و مساکین بن جائیں اور جن کے پاس کچھ نہیں اُن کو صبر و شکر کا سہارا لے کر ڈٹے رہنے اور جمے رہنے کا گُر بتایا اور کسب و کوشش کرتے رہنے کی تلقین فرمائی۔ یہ اور اِس طرح کے اُمور کا تعلق دنیا سے ہے اور وہ اُمور جن کا تعلق آخرت سے ہے اُس میں شفقت و کرم نوازی فرمائیں گے۔

اِدھر اُمّت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر

نِرالا طَور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعَت کا

محمد عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اندازِ امانت داری

ربِّ کریم نے اپنے حبیب کو جہاں مُعلِّم کائنات بنایا وہیں آپ کے انداز و کردار کو بھی ہمارے لئے کامل نمونہ قرار دیا ہے، آپ کی مبارک سیرت کا ایک بہت ہی شاندار پہلو امانت و دیانت بھی ہے۔ حضور خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ امانت و دیانت شروع سے مشہور تھی،اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ اِس خوبی سے جانے جاتے تھے۔ (76) اور کفّار ومشرکین اِس کا اظہارو اعتراف کیاکرتے تھے۔(77) جب آپ کی مبارک عمر 25 سال ہوئی تو مکّہ میں آپ کو "امین(امانت دار)" کے لقب سے جانا جانے لگا۔(78)

آیئے! آپ کی شانِ امانت داری کی کچھ جھلکیاں پڑھیے:

اعلانِ نبوت سے قبل اندازِ امانت داری: اعلانِ نبوت سے پہلے مکّہ کی معزّز،مال دار اور نہایت عقل مند خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا اپنا سامانِ تجارت ملکِ شام بھیجنا چاہتی تھیں اور ایک امانت دار آدمی کی تلاش میں تھیں۔بی بی خدیجہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچائی وحسنِ اخلاق کے ساتھ ساتھ صفتِ امانت داری سے بھی خوب آگاہ تھیں، چنانچہ آپ نے رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یوں پیغام بھیجا:میری جانب سے آپ کو(سامانِ تجارت کے ساتھ شام) بھیجنے کی پیشکش کا سبب وہ بات ہے

---

(76)السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص75

(77)السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص79

(78)دلائل النبوۃ للاصفہانی، ص99

جو مجھے آپ کی (سچی) گفتگو، امانت داری اور اعلیٰ اخلاق کے بارے میں پہنچی ہے، (اگر یہ پیشکش قبول فرمالیں تو) میں آپ کو دیگر کے مقابلے میں دگنا مُعاوَضہ دوں گی۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِسے قبول فرمایا اور پہلے سے کئی گنا زیادہ نفع ہوا۔(79) حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا نے دیگر اوصافِ نبوی کے ساتھ امانت داری کی خوبی ملاحظہ فرمائی تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نکاح کا پیغام بھیجا اور سفر شام سے واپسی کے دو مہینے 25 دن بعد آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا سے نکاح فرمایا۔(80)

اعلانِ نبوت کے بعد اندازِ امانت داری: اعلانِ نبوت کے بعد کفارِمکہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بدترین دشمن ہوگئے تھے مگر اس کے باوجود یہ لوگ آپ کی دیانت داری پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے آپ کے پاس اپنی قیمتی چیزیں بطورِ امانت رکھوایا کرتے تھے۔ جب کفّارِ مکّہ کو آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رات میں مدینہ ہجرت کر جانے کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے آپ کے گھر کا مُحاصرہ کرلیا، ایسا دشمن جو جان لینے پر تُلا ہے مگر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُس وقت بھی اِن امانتوں کو لوٹانے کی فکر فرمارہے ہیں چنانچہ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہُ عنہ کو امانتیں سپرد کیں اور تمام امانتیں لوٹانے کے بعد مدینہ آنے کا حکم دیا۔(81)

---

(79) دلائل النبوۃ للاصفہانی، ص99-110، دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/66

(80) مواہب لدنیہ، 1/101

(81) شرح الزرقانی علی المواہب، 2/95-96

دینِ اسلام کو امّت تک پہنچانا بھی امانت داری میں شامل ہے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے 23سال کے عرصے میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق امانتِ اسلام کو پوری طرح پہنچادیا، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے پوچھا:

اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم اُسے مضبوطی سے پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ اللہ پاک کی کتاب ہے۔

تم سے (قیامت کے دن) میرے بارے میں سوال ہوگا تو تم کیا جواب دوگے؟ سب نے عرض کی: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ پاک کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امّت کی بھلائی چاہی۔

یہ سُن کر آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے: اے اللہ! گواہ رہنا۔[82]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اپنے انداز کے ساتھ الفاظ کے ذریعے بھی ہمیں امانت ودیانت کی تربیت دی ہے، اِس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجئے:

(1) جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔[83]

(2) منافق کی تین علامتیں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا

---

(82) مسلم، ص490، حدیث:2950

(83) بخاری، 1/37، حدیث:59

ہو۔[84]

(3)عنقریب تم پر مشرق و مغرب کی زمینوں کے دروازے کھل جائیں گے لیکن ان کے عمال (یعنی حکمران) جہنمی ہوں گے سوائے اس کے جو اللہ پاک سے ڈرے اور امانت ادا کرے۔[85]

(4)گفتگو تمہارے درمیان امانت ہے۔[86]

(5)جس میں امانت نہیں اس کا دین کامل نہیں۔[87]

(6)تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی کو کوئی رخصت نہیں:(۱)والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر (۲)وعدہ پورا کرنا خواہ مسلمان سے کیا ہو یا کافر سے (۳)امانت کی ادائیگی خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔[88]

(7)سچا اور امانت دار تاجر؛ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔[89]

اللہ کریم ہمیں امانت داری کی سنّت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(84)مسلم، ص53، حدیث:212-213

(85)مسند احمد، 9/44، حدیث:23170

(86)موسوعۃ لابن ابی الدنیا، 7/244

(87)شعب الایمان، 4/320، حدیث:5254

(88)شعب الایمان، 4/82، حدیث:4363

(89)ترمذی، 3/5، حدیث:1213

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اندازِ مہمان نوازی

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت و زندگانی کو اللہ پاک نے ہمارے لئے کامل عملی نمونہ ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ کا ایک اہم پہلو مہمان نوازی بھی ہے۔

مہمان نوازی حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایسا وصف ہے کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غارِ حرا سے واپس گھر تشریف لائے تو کلامِ الٰہی کے جلال سے آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا، اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ڈھارس بندھانے اور اللہ کریم کی آپ پر خاص عنایت ہونے کا بیان کرتے ہوئے چند اوصاف بیان فرمائے ان میں ایک وصف یہ بھی تھا: وَتَقْرِی الضیفَ یعنی آپ تو مہمان کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔[(90)]

آیئے! حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مہمان نوازی کے اندازِ مبارک کے چند واقعات ملاحظہ کرتے ہیں:

ایک بکری سے مہمان نوازی: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔[(91)] یعنی تمام ولیموں میں

---

(90) دیکھئے: بخاری، 1/8، حدیث: 3

(91) بخاری، 3/453، حدیث: 5168

یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔[92] دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا، لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔[93]

کھجور وغیرہ سے مہمان نوازی: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے قیام فرمایا، اس میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلالایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حکم دیا، دستر خوان بچھادیے گئے، اُس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔[94] ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔[95]

بکری کی دستی سے مہمان نوازی: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا مہمان بنا تو آپ نے میرے لئے بکری کی دستی بھنوائی اور کرم نوازی فرماتے ہوئے اُسے کاٹ کاٹ کر میرے آگے رکھنے لگے۔[96]

مہمان نوازی کا انتظام: ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں

---

(92) بہار شریعت، 3/388

(93) بخاری، 3/306، حدیث: 4794

(94) دیکھئے: بخاری، 3/86، حدیث: 4213

(95) ترمذی، 2/349، حدیث: 1097

(96) ابو داؤد، 1/96، حدیث: 187

بھوکا ہوں۔ آپ نے پہلے تمام ازواجِ مطہّرات کو پیغام بھجوایا مگر اُن سب کے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا چنانچہ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اِس کی آج رات مہمان نوازی کرے گا اللہ اُس پر رحم فرمائے گا۔ ایک انصاری صحابی نے مہمان نوازی کرنے کی حامی بھری اور اُسے اپنے ساتھ لے گئے، گھر پہنچ کر اپنی زوجہ سے فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مہمان کا اِکرام کرو۔ زوجہ نے جواباً کہا: ہمارے پاس تو بچوں کے کھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے یہ تجویز دی: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو تم بچوں کو بہلا پھسلا کر سُلا دینا، پھر جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے آکر اسے بجھا دینا، اگر آج رات ہم بھوکے رہیں تو کیا ہو گا۔ چنانچہ یہی کچھ کیا گیا اور جب صبح کے وقت وہ شخص نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا"اللہ نے تمہارا یہ عمل بہت پسند فرمایا ہے ،پس اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی:﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﳴ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں شدید محتاجی ہو۔(97)

ایک پیالہ دودھ سے مہمان نوازی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ ایک مرتبہ بھوک کی حالت میں راستے میں موجود تھے کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور چہرہ دیکھ کر ان کی حالت سمجھ گئے۔ انہیں ساتھ لے کر اپنے مکانِ عالی شان پر تشریف لائے تو دودھ کا ایک پیالہ موجود تھا جو کسی نے بطورِ تحفہ بھیجا تھا۔ رسولِ خدا صلَّی

---

(97) پ28، الحشر: 9- بخاری، 3/348، حدیث: 4889

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کو حکم فرمایا کہ جاکر اَصحابِ صُفّہ کو بُلا لائیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ ایک پیالہ دودھ سے اَہْلِ صُفّہ کا کیا بنے گا، اگر یہ دودھ مجھے عطا ہوجاتا تو میرا کام بن جاتا۔ بہرحال حکمِ رسالت پر عمل کرتے ہوئے اصحابِ صُفّہ کو بُلا لائے۔ اب اِن ہی کو حکم ہوا کہ پیالہ لے کر سب کو دودھ پلائیں۔ آپ پیالہ لے کر اصحابِ صُفّہ میں سے ایک صاحب کے پاس جاتے، جب وہ سَیر ہوکر پی لیتے تو ان سے پیالہ لے کر دوسرے کے پاس جاتے۔ ایک ایک کرکے جب تمام حاضرین نے سیر ہوکر دودھ پی لیا تو پیالہ لے کر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پیالہ لے کر اپنے مبارک ہاتھ پر رکھا، ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ پھر فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ نے بیٹھ کر دودھ پیا۔ دوبارہ حکم ہوا: پیو، انہوں نے پھر پیا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بار بار فرماتے رہے: پیو، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ پیتے رہے یہاں تک کہ عرض گزار ہوئے: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میرے پیٹ میں اب مزید گُنجائش نہیں ہے۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پیالہ لے کر اللہ پاک کی حمد کی، بِسْمِ اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرما (یعنی پی) لیا۔ (98)

کیوں جنابِ بُوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شِیر
جس سے سَتّر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

---

(98) بخاری، 4/234، حدیث: 6452 ملخصاً

مہمان نوازی سے متعلق تعلیمات وارشاداتِ نبوی:

(1)رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے، مہمان پر انعام وعطیہ ایک دن رات ہے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے، اس کے بعد مہمان کو کھلانا صدقہ ہے۔ نیز مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ میزبان کو تنگ کردے۔[(99)]

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر صاحب خانہ خود ہی بخوشی روکے تو رک جانے میں حرج نہیں لیکن اس پر تنگی ہو اور مہمان ڈٹا رہے یہ بے غیرتی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ کرنا بھی، یہ ممنوع ہے۔[(100)]

(2)رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی ہر مسلمان پر حق ہے کہ ایک رات مہمان کی مہمان نوازی کرے۔[(101)]

(3)مہمان کو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس قدر اہمیت سے نوازا ہے کہ اگر کوئی لگاتار نفلی روزے اور عبادت کے باعث مہمان کا حق ادا نہ کرسکے تو اسے مسلسل روزوں سے منع فرمایا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا یعنی بے شک تم پر تمہارے مہمان کا حق ہے۔[(102)]

---

(99)بخاری،4/136،حدیث:6135

(100)مراٰۃ المناجیح،6/54

(101)ابوداؤد،3/482،حدیث:3750

(102)بخاری،1/649،حدیث:1974

یعنی ملاقاتی لوگ اور مہمان چاہتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ کھاؤ پیو اور رات کو دو گھڑی ان سے بات چیت کرو، تم یہ بھی نہ کر سکو گے۔ان جملوں سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے رکھنے کی ممانعت ہم جیسے لوگوں کے لیے ہے جو تمام حقوق چھوڑ بیٹھیں۔ جن کے لیے ہمیشہ کا روزہ اور رات بھر کا جاگنا مذکورہ حقوق سے آڑ نہ ہو ان کے لیے اس میں حرج نہیں مگر ایسے بہادر لوگ لاکھوں میں ایک آدھ ہیں، جیسے حضرت طلحہ وغیرہ صحابہ میں اور امام ابو حنیفہ تابعین میں۔ (103)

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بیماروں اور پریشان حالوں کے ساتھ

اندازِ محبت

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ کی مخلوق سے بہت محبت فرمائی ہے، مخلوق سے محبت فرمانے کے بہت سارے انداز ہمیں سیرتِ مصطفٰے میں ملتے ہیں، یہی وہ انداز ہیں جو زخموں کے لئے مرہم، بیماری کے لئے دوا اور بے قرار روح کے لئے تسکین کا باعث ہیں۔ کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کرم نوازی والے انداز کو پڑھنا بھی بہت بابرکت ہے کہ یہ انداز ہمیں بتاتے ہیں کہ تکلیف میں راحت و سکون اِس انداز سے پہنچایا جاتا ہے، رنج و ملال میں گرفتار کو ڈھارس یوں بندھائی جاتی ہے اور مفلس و پریشان حالوں کی بے چینی و اضطراب اِس طرح سے ختم کی جاتی ہے۔

---

(103)مراٰۃ المناجیح،3/188

مریضوں کے ساتھ اندازِ مصطفٰے کی چند جھلکیاں

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپ دنیا کی پریشانی آنے پر آخرت کی آسانی اور راحت، سکون اور آرام کی خوشخبری سنا کر ڈھارس بندھاتے۔ چنانچہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ قیام اور صحت و تندرستی کی حالت میں کرتا تھا۔ (104)

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمان پر آنے والی بڑی چھوٹی آزمائش پر یہ اجر بیان فرمایا: کوئی بھی مصیبت جو مسلمان پر آتی ہے، اللہ ضرور اس کے ساتھ اس کے گناہ مٹا دیتا ہے حتّٰی کہ وہ کانٹا جو اسے چبھتا ہے وہ بھی کفارہ بن جاتا ہے۔ (105)

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرضوان کو مخلوقِ خدا پر شفقت و مہربانی کرنے کی یوں تعلیم دی: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا یعنی خوش خبری سناؤ اور (لوگوں کو) نفرت نہ دلاؤ۔ (106)

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیماروں اور پریشان حالوں کے پاس خود تشریف لے جاتے اور اُن کو تسلی دیتے چنانچہ

(1) حضرت اُمِّ علاء رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے اُمِّ علاء! خوش ہو جاؤ کہ جیسے آگ سونے چاندی کا میل (کھوٹ) دور کرتا ہے ایسے

---

(104) بخاری، 2/308، حدیث: 2996

(105) بخاری، 4/3، حدیث: 5640

(106) بخاری، 1/42، حدیث: 69

ہی اللہ پاک بیماری کے ذریعے مسلمان کی خطائیں بخش دیتا ہے۔(107)

(2) آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مریض کی عیادت کی اور اُس سے فرمایا: تجھے بشارت ہو کہ اللہ پاک فرماتا ہے: یہ (یعنی بخار) میری آگ ہے اس لئے میں اسے اپنے مؤمن بندے پر دنیا میں مُسَلَّط کرتا ہوں تاکہ قیامت کے دن اس کی آگ کا حصّہ (یعنی بدلہ) ہو جائے۔(108)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہو اور سات مرتبہ یہ الفاظ کہے تو اللہ پاک اسے اس مرض سے شفا عطا فرمائے گا: اَسْئَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ یعنی میں عظمت والے، عرشِ عظیم کے مالک اللہ سے تیرے لئے شفا کا سوال کرتا ہوں۔(109)

(3) رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔(110) یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کی خواہش سچی ہو۔(111)

(4) رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے انداز کے ذریعے بیماری کے دوران اور اِس کے بعد کھانے اور پرہیز سے متعلق بھی راہنمائی فرمائی چنانچہ اُمِّ منذر بنتِ قیس رضی

---

(107) ابوداؤد، 3/247، حدیث: 3092

(108) ابنِ ماجہ، 4/105، حدیث: 3470

(109) ابوداؤد، 3/251، حدیث: 3106

(110) ابن ماجہ، 4/89، حدیث: 3440

(111) بہارِ شریعت، 5/501

اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے، مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان میں سے کھجوریں تناول فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھانا چاہا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو منع کیا اور فرمایا: تم نقیہ ہو۔ (یعنی ابھی ابھی مرض سے اُٹھے ہو لہٰذا نقصان دہ غذاؤں سے بچنا ابھی ضروری ہے) آپ کہتی ہیں: میں جو اور چقندر پکا کر لے آئی، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس میں سے لو کہ یہ تمہارے لئے نافع ہے۔(112) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہئے جو چیزیں اس کے لئے مُضِر (نقصان دہ) ہیں ان سے بچنا چاہئے۔(113)

(5) حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیمار کے لئے تلبینہ تجویز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تلبینہ بیمار کے دل کے لئے راحت و سکون ہے، یہ بعض رنج کو دور کرتا ہے۔(114)

(6) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مریض کو زبردستی کھلانے سے متعلق فرمایا: مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو، کہ ان کو اللہ پاک کھلاتا پلاتا ہے۔(115)

(7) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوا کے ساتھ علاج کے دوسرے اسباب

---

(112) ابوداؤد، 4/5، حدیث: 3856

(113) بہارِ شریعت، 5/501

(114) بخاری، 3/532، حدیث: 5417

(115) ترمذی، 4/5، حدیث: 2047

اختیار کرنے کی بھی تعلیم دی چنانچہ آپ نے فرمایا: نظرِ بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے میں ”جھاڑ پھونک“ ہے۔(116) یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے۔(117) رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نظرِ بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔(118) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا کے گھر میں ایک لڑکی تھی جس کے چہرہ میں زردی تھی۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اسے جھاڑ پھونک کراؤ، کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔(119)

(8) رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ کریمانہ موت کی سختیوں میں تسلی و ڈھارس کا کام دیتے چنانچہ حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہُ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ رونے لگے اور چہرہ دیوار کی طرف کرلیا، آپ کے بیٹے نے عرض کی: ابو! کیا اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو فلاں خوشخبری نہیں دی؟ کیا اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو فلاں بشارت نہیں سنائی؟ یہ سُن آپ نے اپنا چہرہ اُن کی طرف کرکے فرمایا: ہماری تیاری میں جو سب سے افضل چیز ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی ہے۔(120)

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مریض کی عیادت سے متعلق فرمایا: جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے یا اللہ پاک کے لئے اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملنے جاتا ہے تو ایک

---

(116) ترمذی، 4/12، حدیث: 2064

(117) بہارِ شریعت، 5/501

(118) بخاری، 4/31، حدیث: 5738

(119) بخاری، 4/31، حدیث: 5739

(120) مسلم، ص70، حدیث: 321

منادی اسے مخاطب کر کے کہتا ہے: خوش ہو جا کیونکہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے۔[121]

پریشان حالوں کے ساتھ اندازِ مصطفٰے کی چند جھلکیاں

(1) جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف فرما ہوتے تو صحابۂ کرام علیہمُ الرضوان کی ایک تعداد حاضرِ خدمت ہوتی، حاضر ہونے والے صحابہ میں ایک وہ صحابی بھی تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ وہ بچہ اِس موقع پر اُن کے پیچھے سے آتا اور اُن کے سامنے آکر بیٹھ جاتا۔ ایک موقع پر رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن سے فرمایا: کیا تم اِس سے محبت رکھتے ہو؟ عرض کی: اللہ پاک آپ سے ایسے ہی محبت کرے جیسے اِس سے میں محبت کرتا ہوں۔ اُس بچے کا انتقال ہوا تو اِس غم کی وجہ سے وہ اِس حلقے میں حاضر نہ ہو سکے تو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ مجھے فلاں نظر نہیں آرہے؟ لوگوں نے جب بتایا کہ اُن کے بچے کا انتقال ہو چکا ہے تو آپ اُن کے یہاں تشریف لے گئے، اُس بچے کے بارے میں پوچھا، جب اُن صحابی نے اپنے لختِ جگر کے انتقال کے بارے میں بتایا تو آپ نے اُن سے تعزیت کی اور فرمایا: اے فلاں! تجھے اُس (دنیا سے رخصت ہونے والے بچے) سے زندگی میں فائدہ اُٹھانا پسند تھا یا (یہ اچھا لگے گا کہ) کل (بروزِ قیامت) جب تو جنّت کے دروازوں میں سے کسی ایک پر جائے تو اُسے وہاں پائے، وہ اُس دروازے کو تیرے لئے کھولے؟ عرض کی: اے اللہ کے نبی! بلکہ وہ مجھ سے پہلے جنّت کے دروازے پر جائے اور اُسے میرے لئے کھولے یہ مجھے زیادہ محبوب

---

(121) ترمذی، 3/406، حدیث: 2015

ہے۔ فرمایا: تیرے لئے یہی ہے۔[122]

(2) حضرت ابو ثعلبہ اشجعی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم! میرے دو بچے حالتِ اسلام میں انتقال کر گئے ہیں۔ فرمایا: جس کے دو بچے اسلام کی حالت میں فوت ہو گئے اللہ پاک ان بچوں پر اپنے فضل اور رحمت کی وجہ سے اس شخص کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت ابو ثعلبہ اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعد میں جب میری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ وہی ہیں جس نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم سے دو بچوں کے بارے میں عرض کیا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو آپ نے کہا: اگر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم نے وہ بشارت مجھے سنائی ہوتی تو یہ مجھے حمص اور فلسطین کی حکومت سے زیادہ پسند ہوتی۔[123]

(3) حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟ فرمایا: انبیائے کرام علیہمُ السّلام پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اس کی دین داری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اللہ پاک اس کی دین داری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔ بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے یہاں تک

---

(122) نسائی، ص351، حدیث: 2085، مسند احمد، 8/303

(123) مسند احمد، 10/348، حدیث: 27289

کہ دنیا ہی میں اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"[124]

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے مصیبت و آزمائش کی صورت میں ہماری اِن احادیث کے ذریعے تربیت فرمائی:

(1) بڑا ثواب بڑی بلا کے ساتھ ملتا ہے اللہ پاک جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے جو راضی ہوتا ہے اس کے لئے رضا ہے اور جو ناراض ہوتا ہے اس کے لئے ناراضی ہے۔[125] حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کافر و بدکار پر بڑی بلا آجائے تو اس کا درجہ بڑا ہو گیا، یہ سب کچھ مؤمن کے لئے ہے، مُردے کو بہترین دوائیں دینا بے کار ہے، جڑ کٹے درخت کی شاخوں کو پانی دینا بے سود، اگر کافر عمر بھر بھی مصیبت میں رہے، جب بھی دوزخی ہے اور اگر مؤمنِ صالح عمر بھر آرام میں رہے جب بھی جنتی۔ ہاں تکلیف والے مؤمن کے درجے زیادہ ہوں گے بشرطیکہ صابر اور شاکر رہے۔ خیال رہے کہ رضا یا ناراضی دل کا کام ہے، لہٰذا تکلیف میں ہائے وائے کرنا اس کے دفع کی کوشش کرنا یا مریض و مظلوم کا حکیم و حاکم کے پاس جانا ناراضی کی علامت نہیں، ناراضی یہ ہے کہ دل سے سمجھے کہ رب نے مجھ پر ظلم کیا، میں اس بلا کا مستحق نہ تھا یہاں صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندے کی رضا رب کی رضا کے بعد ہے پہلے اللہ بندے سے راضی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہو کر اچھے اعمال کی توفیق پاتا ہے۔[126]

(2) مؤمن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ

---

(124) ابن ماجہ، 4/369، حدیث: 4023

(125) ترمذی، 4/178، حدیث: 2404

(126) مراٰۃ المناجیح، 2/422

صرف مؤمن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگ دستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔(127)

سکون و تسلی پانے کے لئے فرمانِ مصطفےٰ سننے کا سلسلہ بھی جاری تھا چنانچہ حضرت ابو حسان رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے عرض کیا: میرے دو بچے مر چکے ہیں، کیا آپ مجھے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کوئی ایسی حدیث نہیں سنائیں گے جو ہمیں اپنے مُردوں کے بارے میں مطمئن کردے؟ فرمایا: ہاں! سناتا ہوں، وہ بچے بلا روک ٹوک جنّت میں جہاں چاہیں گے چلے جایا کریں گے۔ ان میں سے جب کوئی بچہ اپنے والد یا والدین سے ملے گا تو ان کے کپڑے یا ہاتھ کو ایسے پکڑے گا جیسے میں نے تمہارے کپڑوں کے دامن کو پکڑ رکھا ہے اور اسے اس وقت تک نہ چھوڑے گا جب تک کہ اللہ پاک اس کے والد کو جنّت میں داخل نہ فرمادے۔(128)

مریضوں اور پریشان حالوں سے متعلق اندازِ مصطفےٰ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، جو لوگ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہیں، سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کے مدنی مذاکروں میں حاضر ہوتے ہیں، مدنی قافلوں میں سفر کرتے ہیں، نیک اعمال کا رسالہ فِل کرتے ہیں، مدنی چینل کے پروگرامز دیکھتے ہیں اور مکتبۃُ المدینہ سے شائع

(127) مسلم، ص1222، حدیث:7500

(128) مسلم، ص1086، حدیث:6701۔

ہونے والا لٹریچر پڑھتے ہیں اُن کو یہ اندازِ مصطفٰے سیکھنا اور اُن پر عمل کرنا نصیب ہوتا ہے، آپ بھی کوشش کیجئے کہ اندازِ مصطفٰے کا علم حاصل کرنے کے لئے اِن تمام ذرائع کو اختیار کریں۔ اللہ کریم ہمیں سیرتِ مصطفٰے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مصیبت و پریشانی میں انداز

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی میں بے شمار آزمائشیں آئیں، آپ نے ہر صورت میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہتے ہوئے صبر و شکر کے وہ انداز اپنائے جن کو پڑھنا اور اُن پر عمل کرنا مشکل حالات میں جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے، آیئے! اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وہ مبارک انداز پڑھتے ہیں:

دُعا کرنا:

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بڑی سے بڑی مصیبت و پریشانی میں بھی دُعا مانگی، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ دعا کی چند روایات ملاحظہ کیجئے:

(1) رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ فرماتے: یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ (129)

(2) رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مصیبت کے موقع پر یوں دعا کرتے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(129) ترمذی، 5/311، حدیث: 3535

اَلْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔[130]

(3)رسولِ اکرم صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے سخت سے سخت آزمائش میں بھی دُعا فرمائی چنانچہ جب غزوۂ احزاب ہوا اور دشمن نے مسلمانوں کو سخت محاصرے میں لے لیا تو اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی: اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰھُمَّ اھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ یعنی اے کتاب نازل فرمانے، جلد حساب لینے والے اے اللہ! لشکروں کو شکست دے، اے اللہ! ان کو شکست دے دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔[131]

ستم کفار پر بھی دعائیں دینا:

حضورِ اکرم صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم ہر مصیبت و پریشانی پر ہمیشہ اللہ کریم کا شکر ادا فرماتے اور دعائیں کرتے یہاں تک کہ اگر دشمن ظلم بھی کرتا تو آپ دعائیں دیتے جیسا کہ نبوت کے دسویں سال قبیلہ ثَقِیف کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے طائف تشریف لے گئے مگر بجائے پیغامِ حق قبول کرنے کے انہوں نے اس قدر اَذیت دی اور اوباش لڑکوں نے پتھر مارے کہ جسمِ اقدس زخمی اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ اسی حالت میں واپس آتے ہوئے راستے میں پہاڑوں کے فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: آپ جو چاہیں حکم دیں اگر اجازت ہو تو اَخْشَبَیْن (طائف کے دو مضبوط اور اُونچے پہاڑوں) کو ان پر اُلٹ دوں؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ "مجھے امید ہے کہ اللہ پاک ان کی

---

(130)بخاری،4/202،حدیث:6345

(131)بخاری،2/290،حدیث:2933

پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔"(132)

ہیبت ناک آواز پر اقدام:

کسی اچانک مصیبت یا پریشانی کا سامنا ہونے پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ثابت قدم رہتے اور ایسے موقع پر پیچھے ہونے کی بجائے سب سے آگے رہتے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات اہلِ مدینہ نے کوئی خوفناک آواز سنی لوگ اس آواز کی طرف دوڑے تو انہوں نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آواز والی جگہ کی طرف سے واپس آتے ہوئے پایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ابو طلحہ رضی اللہُ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پُشت پر سوار تھے، گلے میں تلوار لٹک رہی تھی اور فرمارہے تھے: ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔(133)

بروقت وسائل کا استعمال:

مصیبت میں بروقت وسائل کا استعمال کرنا بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک انداز ہے جیسا کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر جب کہ بکھرے ہوئے مسلمان ابھی رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ عبد اللہ بن قمیئہ جو قریش کے بہادروں میں بہت ہی نامور تھا۔ اس نے ناگہاں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو

---

(132) دیکھئے: مشکاۃ المصابیح، 2/371، حدیث: 5848 وغیرہ

(133) الشفاء، 1/116

دیکھ لیا۔ ایک دم بجلی کی طرح صفوں کو چیرتا ہوا آیا اور تاجدارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ ظالم نے پوری طاقت سے آپ کے چہرۂ انور پر تلوار ماری جس سے خود کی دو کڑیاں رُخِ انور میں چبھ گئیں۔ ایک دوسرے کافر نے آپ کے چہرۂ اقدس پر ایسا پتھر مارا کہ آپ کے دو دندانِ مبارک کو چوٹ پہنچی اور نیچے کا مقدس ہونٹ زخمی ہو گیا۔ اسی حالت میں اُبی بن خلف ملعون اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو شہید کر دینے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے ایک جاں نثار صحابی حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر اُبی بن خلف کی گردن پر مارا جس سے وہ تلملا گیا۔ گردن پر بہت معمولی زخم آیا اور وہ بھاگ نکلا۔ (134)

قتل کے درپے دشمن کے سامنے انداز:

مصیبت کے وقت اللہ ربُّ العزت پر کامل توکل بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کا حصہ ہے، غزوۂ غطفان کے موقع پر دعثور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سر مبارک پر تلوار بلند کر کے بولا کہ بتایئے اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچا لے؟ آپ نے جواب دیا کہ "میرا اللہ مجھ کو بچا لے گا۔" چنانچہ جبریل علیہ السّلام دَم زدن میں زمین پر اتر پڑے اور دعثور کے سینے میں ایک ایسا گھونسہ مارا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ بول اب تجھ کو میری تلوار سے کون بچائے گا؟ دعثور نے کانپتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: کوئی نہیں۔ حضور رحمۃٌ لِّلعالمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس کی بے کسی پر رحم آگیا اور آپ نے اس کا

---

(134) مدارج النبوت، 2/129، 127 ملتقطاً

قصور معاف فرمادیا۔ دعثور اس اخلاقِ نبوت سے بے حد متأثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں آکر اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔(135)

بخار میں رضامندی برضائے الٰہی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوا اور جب میں نے آپ کو چھوا تو عرض کی: یَارَسُولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے! فرمایا: ہاں! مجھے تمہارے دو مَردوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی: کیا یہ اِس لئے کہ آپ کے لئے دُگنا ثواب ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! جب بھی کسی مسلمان کو بیماری (یا) کوئی اور تکلیف لاحق ہو تو وہ اس کے تمام گناہ جھاڑ دیتی ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔(136)

لختِ جگر کے وصال پر صبر اور انداز:

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر اس طرح رضائے الٰہی پر رضامندی کا اظہار فرمایا: آنکھ اشکبار اور دل غمزدہ ہے لیکن ہم نے زبان سے وہی کہنا ہے جس سے ہمارا مالک راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تیری جُدائی سے یقیناً غمگین ہیں۔(137)

یہ چند روایات و واقعات ذکر کئے گئے ورنہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ طیبہ میں مصائب و آلام کے سینکڑوں مواقع آئے لیکن آپ ہمیشہ اپنے ربُّ العزّت

---

(135) شرح الزرقانی علی المواہب، 2/381 ملخصاً

(136) بخاری، 4/11، حدیث: 5667

(137) بخاری، 1/441، حدیث: 1303

کی رضا پر راضی رہے۔ اللہ کریم ہمیں بھی حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اجتماعی پریشانیوں میں انداز

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو جیسے جیسے ایمان لانے والوں کی تعداد بڑھتی گئی، آزمائشوں، پریشانیوں اور مصیبتوں میں بھی اتنی ہی تیزی سے اضافہ ہوتا چلا گیا، شمعِ رسالت کے اِن پروانوں نے اجتماعی پریشانیوں میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہِ نبوت سے فیض پاکر اندھیروں میں روشنی دیکھنے کا ہنر سیکھا، زبانِ رسالت سے ادا ہونے والے الفاظ بےچین کردینے والی مشکلات سے نجات کا سبب بنے، مصیبتوں کے طوفانوں میں ثابت قدم کیسے رہا جائے؟ ناامیدی سے نجات کیسے حاصل کی جائے؟ اور اِن جیسی کئی آزمائشوں کے بارے میں اندازِ مصطفٰے سے راہنمائی ملی، آیئے! اُن میں سے چند انداز ملاحظہ کرتے ہیں:

اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ: اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے شدید بارش کے سبب کعبۃُ اللہ شریف کی عمارت کو بہت نقصان پہنچا، لہٰذا قریش کے تمام قبائل نے یہ فیصلہ کیا کہ از سرِ نو عمارت بنائی جائے یوں یہ کام شروع ہوگیا۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اِس نئی تعمیر میں عملاً شریک ہوئے۔ جب تعمیر مکمل ہوئی اور حجرِ اسود رکھنے کا مرحلہ آیا تو قبیلوں کا آپس میں اختلاف ہوگیا، ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ حجرِ اسود کو نصب کرنے کا اعزاز صرف اور صرف اُسے ملے اور اِس راستے میں جو رکاوٹ بنے تلوار کے زور پر بات کی جائے۔ معاملہ وقتی طور پر ٹالنے کیلئے ایک شخص نے

یہ تجویز دی: کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرمِ مکہ میں داخل ہو اسی سے ہم اپنا فیصلہ کروائیں گے۔ وہ جو فیصلہ دے سب قبائل اسے تسلیم کریں گے۔ چنانچہ اس پر تمام قبیلوں کا اتفاق ہو گیا۔

نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اگلی صبح سب سے پہلے حرمِ مکہ میں داخل ہوئے، آپ کو پہلے دیکھ کر بعد میں آنے والوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا، سب کہنے لگے: یہ امین ہیں، یہ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے ہم تسلیم کریں گے۔

اِن لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل وغارت گری کی تاریخ کو سامنے لائیے اور اِس آزمائش کی سنگینی کا اندازہ کیجئے اور آزمائش سے نکلنے کے لئے رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ حکمت ملاحظہ کیجئے، چنانچہ آپ نے فرمایا: جو قبیلے حجرِ اَسْوَد رکھنے کا تقاضا کرتے ہیں وہ اپنا ایک ایک سردار چُن لیں۔ پھر آپ نے اپنی چادر بچھائی، اُس پر حجرِ اسود رکھا اور سرداروں سے فرمایا: وہ سب مل کر اس چادر کو تھام کر حجرِ اسود کو اٹھائیں۔ سب نے ایسے ہی کیا اور جب حجرِ اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو آپ نے بابرکت ہاتھوں سے حجرِ اسود اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دیا۔ آپ کے اِس اندازِ حکمت کی برکت سے جنگ وجدال کا خطرہ ٹل گیا۔[138]

جنگِ بدر: کفار کے ظلم وستم کے سبب مسلمانوں نے مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی لیکن اس کے باوجود کفار لوٹ مار مچا کر اور کبھی لڑ بِھڑ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے۔

کفار کے بڑے قافلے کی تجارتی سامان کے ساتھ شام سے مکّہ واپسی کی خبر مدینہ شریف

---

(138) سیرت ابن ہشام، ص79 ملخصاً

پہنچی تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کفّار کی طرف سے مسلمانوں کے لئے کھڑی کی جانے والی اجتماعی پریشانیوں کا حل یہ تجویز فرمایا کہ کفار کے اس قافلے پر حملہ کیا جائے یوں شام سے آنے والا مالِ تجارت رُک جائے گا جس کی وجہ سے کفار کے بڑے بڑے سردار صلح پر مجبوراً آمادہ ہوجائیں گے۔ جنگِ بدر میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد313 تھی،اِس کے باوجود کفار کو بہت نقصان پہنچااور مسلمانوں کو عروج نصیب ہوا۔[139] آزمائش کے اِس موقع پر اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک انداز بیان کرتے ہوئے حضرت علّامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں:17 رمضان 2 ہجری جمعہ کی رات تھی تمام فوج تو آرام و چین کی نیند سو رہی تھی مگر ایک سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات تھی جو ساری رات خداوندِ عالم سے لو لگائے دعا میں مصروف تھی۔ صبح نمودار ہوئی تو آپ نے لوگوں کو نماز کے لئے بیدار فرمایا پھر نماز کے بعد قراٰن کی آیاتِ جہاد سنا کر ایسا لرزہ خیز اور ولولہ انگیز وعظ فرمایا کہ مجاہدینِ اسلام کی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ جوش و خروش کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا اور لوگ میدانِ جنگ کے لئے تیار ہونے لگے۔[140]

جنگِ احد: جنگِ بدر میں کفار کا جو نقصان ہوا اُس نے انہیں انتقام پر ابھارا اب کی بار انہوں نے فیصلہ کیا کہ مدینۂ منوّرہ پر حملہ کیا جائے اور یہی غزوۂ احد کا سبب بنا۔

لشکر کے پیچھے ایک تنگ راستہ نکلتا تھا جہاں سے کفار کا پیچھے سے حملہ کرنے کا امکان تھا چنانچہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِس آزمائش سے بچنے کے لئے وہاں پچاس تیر انداز

---

(139)شرح الزرقانی علی المواھب،2/326تا256ملخصاً

(140)سیرت مصطفٰی،ص218

مقرر فرمائے تھے اور اُن کو یہ تاکید کی تھی کہ کچھ بھی ہو جائے اپنی جگہ سے مت ہٹنا۔ جب جنگ شروع ہوئی اور جب تک تیر انداز اِس تاکید پر عمل پیرا رہے تو مسلمان غالب رہے۔

غزوۂ احزاب: غزوۂ احزاب کا موقع ہے، مسلمانوں کو مٹانے کے لئے کفار کے کئی قبیلے متحد ہو کر آمادۂ جنگ ہوئے اور اپنی فوج کے ساتھ مدینہ کی جانب بڑھنے لگے۔ سورۂ احزاب کی یہ آیات اس جنگ کی ہولناکی واضح کررہی ہیں: ﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا(۱۰) هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا(۱۱)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جب کافر تم پر آئے تمہارے اُوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جب کہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آگئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجوڑے گئے۔ (141)

آزمائش کی اِس گھڑی میں رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللّٰہ عنہ کے مشورے سے مدینہ کے اِرد گرد خندق کھدوائی اور اِس کھدائی میں خود بھی بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔ اِس سخت ترین آزمائش میں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ کرم ملاحظہ کیجئے، چنانچہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے صحابہ نے خندق کھودی تو بھوک کی شدت سے سب نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا: ہمیں سلمان کے پاس لے چلو۔ وہاں گئے تو ایک چٹان ٹوٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے لئے چھوڑ دو، اِس پر پہلے میں ضرب لگاتا ہوں، آپ نے بِسْمِ اللّٰہ شریف

---

(141) پ21، الاحزاب: 10، 11

پڑھ کر اس پر ضرب لگائی تو اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے مشکل کی اِس گھڑی میں غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: اللہ اکبر! ربِّ کعبہ کی قسم! روم کے محلات (یعنی عنقریب اِسے مسلمان فتح کریں گے) پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو ایک اور ٹکڑا الگ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! ربِّ کعبہ کی قسم! فارس کے محلات (یعنی عنقریب اِسے مسلمان فتح کریں گے۔)[(142)]

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آزمائش کے اِس موقع پر بھی مستقبل کی کامیابیوں کا بیان فرما کر ایک نیا حوصلہ دیا، رحمتِ خداوندی سے مسلمانوں کو غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی کامیابی نصیب ہوئی وہ دن بھی آیا کہ جب روم و فارس کے محلات مسلمانوں نے فتح کئے۔

اللہ سے امید سے بھرپور یہ انداز اگر ہم بھی اپنالیں اور یوں ذہن بنالیں کہ ”اللہ نے چاہا تو بُرے دن جلد ختم ہو جائیں گے“ تو بے چین دل کو قرار نصیب ہو گا۔ اِنْ شآءَ اللہُ الکریم

ایک ملک سے لے کر گھر اور خاندان تک میں کمزور طبقات کا خیال رکھنے کے یہ اندازِ مصطفٰے اپنائے جائیں تو وہاں آزمائشیں اور مشکلات سے صبر و شکر کے ساتھ نکلنا آسان ہو گا، ضرورت ہے تو صرف عمل کی، اللہ کریم ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(142) معجم کبیر للطبرانی، 11/297، حدیث: 12056۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصیبت زدوں کے ساتھ انداز

جیسے سکھ، خوشی اور آسائش ہمیشہ نہیں رہتے ایسے ہی دکھ، غمی اور آزمائش بھی ہمیشہ نہیں رہتے، انسان آسانیوں میں ہو یا مشکلات میں؛ اہم بات یہ ہوتی ہے کہ یہ وقت گزارتا کس انداز سے ہے؟ اللہ کریم کی ہم پر کرم نوازی ہے کہ خوشی، غمی اور سکھ دکھ ہر حالت درست طریقے سے گزارنے کے لئے ہمیں اندازِ مصطفےٰ کی نعمت عطا فرمائی ہے۔

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کئی طرح کی آزمائشیں آئیں، آپ نے کس انداز میں وہ وقت گزارا؟ اس بارے میں آپ پچھلی اقساط میں پڑھ چکے، البتہ جب دوسروں پر مصیبت و پریشانیاں آتیں تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انداز کس قدر غم گساری، ہمدردی اور ڈھارس بندھانے والا ہوتا، اس کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کیجئے:

یتیم، بیوہ اور فقیر و مسکین کے ساتھ انداز: یتیم، بیوہ، فقیر و مسکین وغیرہ معاشرے کے کمزور طبقات میں آتے ہیں، یہ طبقات ہمارے حُسنِ اخلاق کے زیادہ حق دار ہیں، اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اِن طبقات کے ساتھ انداز بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن ابی اَوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کثرت سے ذکر کرتے، لغو بات نہ کرتے، نماز لمبی پڑھاتے، خطبہ مختصر دیتے۔ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ کرتے یہاں تک کہ ان کی ضرورت پوری کر دیتے۔ (143)

---

(143) نسائی، ص243، حدیث: 1411

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک موقع پر یتیم کی کفالت کرنے والے کا اجر بیان کرتے ہوئے فرمایا: اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا یعنی میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنّت میں اس طرح ساتھ ہوں گے۔ یہ فرما کر آپ نے شہادت اور درمیان والی انگلی کو باہم ملایا۔(144)

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیوہ اور یتیم کے لئے کوشش کرنے والے کا اجر یہ بیان فرمایا: اَلسَّاعِي عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ یعنی جو شخص بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے یا رات کو قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔(145)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ الْيَتِيمِ وَالْمَرْاَةِ یعنی اے اللہ! میں دو کمزوروں: ”یتیم اور عورت“ کی حق تلفی حرام ٹھہراتا ہوں۔(146)

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کمزور کی خدمت کرنے کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا: اَبْغُونِي الضُّعَفَاءَ فَاِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ یعنی میرے لئے کمزور لوگوں کو تلاش کرو کہ تمہارے کمزور لوگوں ہی کے سبب تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔(147)

---

(144) بخاری، 3/497، حدیث: 5304

(145) بخاری، 3/511، حدیث: 5353

(146) ابن ماجہ، 4/193، حدیث: 3678

(147) ابوداؤد، 3/46، حدیث: 2594

صبر اور اس پر اجر کی بشارت: نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت زید بن اَرقم رضی اللہُ عنہ کی بیماری میں عیادت کے لئے ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ”تمہاری بیماری خطرناک نہیں، لیکن اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب میرے بعد تمہاری عمر لمبی ہو گی اور تم نابینا ہو جاؤ گے؟“ انہوں نے عرض کیا: تو میں اس وقت ثواب طلب کروں گا اور صبر کروں گا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”تب تم بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے پھر اللہ پاک نے انہیں بصارت عطا فرمائی اور پھر انہوں نے وفات پائی۔[148]

ضعیفوں کے ساتھ انداز: فتحِ مکہ کے بعد جب ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ اپنے والد ابو قحافہ کو اسلام قبول کرانے کے لئے لائے تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا آتِيهِ فِيهِ یعنی تم نے بزرگ کو گھر کیوں نہ رہنے دیا کہ میں خود آجاتا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ زیادہ حق دار تھے کہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، نہ کہ آپ اُن کے پاس تشریف لے جائیں۔ پھر صدیق اکبر نے اپنے والد کو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے بٹھا دیا تو آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔[149]

نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ایک بوڑھا شخص ملنے آیا۔ لوگوں نے اسے جگہ دینے میں دیر کر دی تو آپ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹے پر

---

(148) معجم کبیر، 5/211، حدیث: 5126

(149) مسند احمد، 44/517، حدیث: 26956

رحم نہ کیا اور ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کی۔[150]

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مصیبت زدہ پر خصوصی کرم نوازی فرماتے، اُسے زبانِ رسالت سے ڈھارس و تسلی ملتی، آیئے! اندازِ مصطفٰے کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں:

(1)رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مریض کی عیادت کی اور اُس سے فرمایا:خوش ہو جاؤ! اللہ پاک فرماتا ہے: یہ (بخار) میری آگ ہے جسے میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت میں جو آگ کا حصہ اس کے لئے ہے، وہ دنیا ہی میں اسے مل جائے۔[151]

(2)حضرت اُمِّ عَلاء رضی اللہُ عنہا بیمار تھیں، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے اُمِّ عَلاء! خوش ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمان کی بیماری کے ذریعے سے اس کی خطائیں معاف کرتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کا میل (کھوٹ) ختم کر دیتی ہے۔[152]

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مریضوں کو خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا: جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ قیام اور صحت و تندرستی کی حالت میں کرتا تھا۔[153]

مصیبت زدہ اونٹ کے ساتھ انداز: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا گزر ایک اونٹ

---

(150)ترمذی،3/369،حدیث:1926

(151)ابن ماجہ،4/105،حدیث:3470

(152)ابوداؤد،3/246،حدیث:3092

(153)بخاری،2/300،حدیث:2966

کے پاس سے ہوا، اُونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی گردن آپ کے سامنے جھکا دی۔ آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اس اُونٹ کا مالِک کہاں ہے؟ مالک حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ اُونٹ بیچتے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں، بلکہ یہ آپ کے لئے تحفہ ہے۔ مزید عرض کی کہ یہ ایسے گھرانے کا ہے کہ جن کے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: اس اونٹ نے شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارا کم ڈالتے ہو۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[(154)]

چڑیا کے ساتھ انداز: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے، ہم نے انہیں پکڑ لیا، چڑیا آئی اور پھڑ پھڑانے لگی۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو دریافت فرمایا: کس نے اس کے بچّوں کے معاملے میں اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچّے اسے لوٹا دو۔[(155)]

مصیبت زدہ ہِرنی کے ساتھ انداز: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گاؤں میں رہنے والے ایک شخص کے خیمے کے پاس سے گزرے وہاں ایک ہرنی بندھی تھی، آپ کو دیکھ کر ہِرنی نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! یہ خیمے والا اَعرابی (یعنی گاؤں میں رہنے والا شخص) مجھے جنگل سے پکڑ کر لایا ہے، جبکہ میرے دو بچّے جنگل میں ہیں، میرے تھنوں میں

---

(154) مسند احمد، 29/106، حدیث: 17565

(155) ابوداؤد، 3/75، حدیث: 2675

دودھ گاڑھا ہو رہا ہے یہ نہ تو مجھے ذَبح کرتا ہے کہ میں اِس تکلیف سے راحت پا جاؤں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ آپ نے ہِرنی کی اِلتجا سُن کر فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو اپنے بچّوں کو دودھ پلا کر واپس آ جائے گی؟ عرض کی: جی ہاں! میں ضَرور واپس آؤں گی، اگر میں نہ آؤں تو اللہ پاک مجھے ناجائز ٹیکس وصول کرنے والے کا سا عذاب دے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُسے چھوڑا تو وہ بڑی تیزی و بے قراری سے جنگل کی طرف چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد واپس آ گئی۔ آپ نے اُسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اَعرابی بھی پانی کا مشکیزہ اٹھائے بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہِرنی ہمیں بیچ دو! عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! یہ بطورِ ہدیہ پیشِ خدمت ہے۔ چنانچہ آپ نے اُسے آزاد فرما دیا تو وہ ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ“ پڑھتے ہوئے جنگل کی طرف چلی گئی۔ (156)

مصیبت میں گرفتار افراد کے لئے خوش خبریاں

(1) آنکھوں سے محرومی کتنی بڑی آزمائش ہے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے بارے میں اللہ پاک کا یہ ارشاد بیان فرمایا: جب میں اپنے کسی بندے کو دو محبوب چیزوں (یعنی آنکھوں) کے ذریعے آزماتا ہوں، پھر وہ صبر کرے تو ان کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔ (157)

(2) جب کسی شخص کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ کریم فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے

(156) دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/35

(157) بخاری، 4/6، حدیث: 5653

کہ تم نے میرے بندے کے بیٹے کی رُوح قبض کرلی؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ پھر فرماتا ہے: تم نے اُس کے دِل کا پھل توڑ لیا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ پھر فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: ”اس نے تیری حمد (تعریف) کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن پڑھا۔“ تو اللہ پاک فرماتا ہے: میرے اِس بندے کے لئے جنّت میں ایک گھر بناؤ اور اُس کا نام بَیۡتُ الۡحَمۡد رکھو۔ [158] یہ سوال وجواب اُن فرشتوں سے ہے جو میّت کی رُوح بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں اِس سے مقصود اُنہیں گواہ بنانا ہے ورنہ ربّ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ خیال رہے کہ جنّت میں بعض محل ربّ کی طرف سے پہلے ہی بن چکے ہیں اور بعض انسان کے اعمال پر بنتے ہیں، یہاں اُس دوسرے محل کا ذِکر ہے جیسے یہاں مکانوں کے نام کاموں سے ہوتے ہیں ویسے ہی وہاں اُن محلات کے نام اعمال سے ہیں۔ [159]

(3) مومن کو کانٹا چبھے بلکہ اس سے بھی کم کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ اس کے گناہ ایسے جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ [160]

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ! ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کے یہ انداز مایوسی، ناکامی اور ناامیدی کا خاتمہ کرتے ہیں اور امید، بلند حوصلہ اور صبر و استقامت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

آیئے! ہم بھی یہ انداز اپنا لیتے ہیں تاکہ ہمارا طرزِ عمل بیماروں کے لئے دوا، پریشان حالوں کے لئے ذریعۂ نجات اور بے چینوں کے لئے سببِ سکون و قرار بن جائے۔

---

(158) ترمذی، 2/313، حدیث: 1023

(159) مراٰۃ المناجیح، 2/507

(160) بخاری، 4/5، حدیث: 5648۔

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سفر شروع کرنے سے پہلے انداز

حضور سیّد عالَم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ادائیں ہمیں زندگی کے ہر میدان میں راہنمائی فراہم کرتی ہیں، انہی میں سے ایک ہماری سفر کی زندگی بھی ہے، جس میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت سے تعلیم ملتی ہے، آیئے! ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سفر شروع کرنے سے پہلے کن باتوں کا اِہتِمام فرمایا اور کیا کیا اِحتِیاطیں فرمائیں:

دن کا اِنتخاب

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جمعرات کے دن سفر پر روانہ ہونا پسند فرماتے، جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا کَعب بن مالک رضی اللہُ عنہ سے مَروِی ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر کے لئے نکلتے تو ایسا بہت کم ہوتا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جمعرات کو نہ نکلے ہوں۔(161)

وقتِ سفر کا اِنتخاب

حضرت صَخر بن وَداعہ غامدی رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے اللہ! میری امّت کے صُبح کے وقت (کے اچھے کاموں) میں بَرَکت دے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کوئی فوج یا لشکر بھیجتے تو شروع دن میں بھیجتے تھے۔

اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابی حضرت صخر بن وَداعہ غامدی رضی اللہُ عنہ

---

(161)بخاری، 2/296، حدیث: 2949

تاجر تھے، آپ اِس سنّت پر خوب عمل فرماتے چنانچہ آپ مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان پر عمل اور ادائے مصطفےٰ کو ادا کرنے کے لئے سامانِ تجارت دن کے شروع میں بھیجا کرتے جس کی بَرَکت سے آپ کے پاس مال و دولت کی کثرت ہو گئی۔ (162)

اس حدیث سے متعلق چند وضاحتیں یاد رکھنا مُفید ہیں:

(1) رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سفر، طَلَبِ عِلم اور تجارت وغیرہ جیسے بھلائی کے کام صبح سویرے کرنے پر برکت کی دعا فرمائی ہے۔ (163)

(2) صبح کے وقت میں برکت کی دعا کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر اوقات میں برکت نہیں۔ چونکہ لوگ صبح کے وقت تازہ دَم ہو کر کام شروع کرتے ہیں اِس لحاظ سے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا فرمائی تاکہ آپ کی دعا کی برکت پوری امّت کو پہنچے۔ (164)

(3) اِس حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: صحابہ کا تجربہ بھی اس کے متعلق ہو چکا ہے کہ وہ حضرات اس سنت پر عمل کی برکت سے بہت فائدے اٹھا چکے ہیں۔ فقیر نے بھی تجربہ کیا کہ صبح سویرے کاموں میں بہت برکت ہے۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ جو طالبِ علم مغرب و عشاء کے دوران اور فجر کے وقت محنت کرے پھر عالم نہ بنے تو تعجب ہے اور جو طالبِ علم ان دو وقتوں میں

---

(162) ابو داؤد، 3/51، حدیث: 2606- مرقاۃ المفاتیح، 7/454، تحت الحدیث: 3908

(163) مرقاۃ المفاتیح، 7/454، تحت الحدیث: 3908

(164) شرح ابن بطال، 5/124

محنت نہ کرے اور عالم بن جائے تو بھی حیرت ہے۔(165)

گھر والوں کے درمیان قرعہ اندازی

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفر میں جانے سے پہلے ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کا قرعہ نکل آتا، اسے سفر میں اپنے ساتھ لے جاتے۔(166)

گھر سے نکلتے ہوئے دعا

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَزِلَّ، اَوْ نَضِلَّ، اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ، اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا یعنی اللہ کے نام سے شروع، میں نے اللہ پر بھروسا کیا۔ اے اللہ! ہم پھسلنے یا گمراہ ہونے یا ظلم کرنے یا ظلم کا شکار بننے یا جہالت کرنے یا جہالت کا شکار بننے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔(167)

سواری کی دعا

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سواری پر بیٹھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اَللّٰهُمّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ

---

(165)مرآۃ المناجیح، 5/491

(166)بخاری، 2/173، حدیث: 2593

(167)ترمذی، 5/270، حدیث: 3438

عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے قابو میں آنے کی نہ تھی اور ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ !ہم اپنے اِس سفر میں تجھ سے نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہو۔ اے اللہ! ہمارے اِس سفر کو ہم پر آسان فرما اور اِس کی مسافت کو ہمارے لئے کم کر دے۔ اے اللہ! سفر میں تو ہی حفاظت فرمانے والا ہے اور گھر والوں کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں، بُرے انتظار اور مال و اہلِ خانہ سے متعلق بُری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (168)

مسافروں کو رخصت کرنے کا انداز

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مسافروں کو رخصت کرنے کے انداز سے متعلق حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی لشکر کو رُخصت کرنا چاہتے تو فرماتے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ یعنی میں تمہارے دِین، تمہاری امانت اور تمہارے آخری اَعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ (169)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(168) مسلم، ص538، حدیث:3275

(169) ابوداؤد، 3/49، حدیث:2601

اس دُعا میں لطیف اشارہ اس جانب بھی ہے کہ اے مدینہ میں میرے پاس رہنے والے! اب تک تو تُو میرے سایہ میں تھا کہ ہر مسئلہ مجھ سے پوچھ لیتا تھا، ہر مشکل مجھ سے حل کرلیتا تھا اب تُو مجھ سے دور ہو رہا ہے کہ ہر حاجت میں مجھ سے پوچھ نہ سکے گا تو تیرا ہر کام خدا کے سپرد ہے۔ کیسی پیاری دعا ہے اور کیسی مبارک وَداع! آخر عمل سے مراد وقتِ موت ہے یعنی اگر اس سفر میں تجھے موت آئے تو ایمان پر آئے، تیری زندگی و موت ربّ کے حوالے۔(170)

اللہ کریم ہمیں سفر شروع کرتے ہوئے یہ انداز اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سفر کے دوران اور اختتام پر انداز

حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ادائیں اور انداز جہاں شب و روز گزارنے میں ہمارے لیے بہترین عملی نمونہ ہیں وہیں سفر میں بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے انداز بہترین راہنمائی کرتے ہیں، اللہ کے آخِری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سَفَر کے دوران اور پھر واپسی کے بھی خوب صورت انداز اختیار فرمائے ہیں اور بہت سے مواقع پر تربیَت بھی فرمائی ہے، آیئے! اِن مبارک طریقوں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

دورانِ سفر چلنے کا انداز: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سُوال ہوا کہ اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حجۃ الوَداع میں (عَرَفات سے مزدلفہ کی جانب) کس رفتار سے واپس روانہ ہوئے تھے؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم درمیانی رفتار سے

---

(170) مراٰۃ المناجیح، 4/43 ملتقطاً

چلتے تھے اور جب راستہ کشادہ ہوتا تو تیز چلتے۔(171)

عرفہ سے مزدلفہ کی طرف واپسی میں جلدی وقت کی تنگی کی وجہ سے کی جاتی ہے کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ جانا ہوتا ہے جو عرفات سے تقریباً تین میل دُور ہے اور وہاں جاکر حاجیوں کو مغرب اور عشا ساتھ پڑھنی ہوتی ہے اس لئے عرفہ سے واپسی میں تیز رفتار میں چلا جاتا ہے۔(172)

پھر مزدلفہ سے مِنیٰ جاتے وقت سکون و وقار کے ساتھ راستہ طے کیا جائے۔ البتہ وادیِ مُحَسَّر میں رفتار اور بھی تیز کر دی جائے کیونکہ ترمذی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وادیِ مُحَسَّر میں بہت تیز رفتار سے چلتے تھے۔(173) یاد رہے کہ وادیِ مُحَسَّر وہ جگہ ہے جہاں اَبْرَہَہ کی فوج کے ہاتھی رُک گئے تھے بہت کوشش کے باوُجود آگے نہ بڑھے یہیں کنکریوں سے اَبْرَہَہ کا پورا لشکر تباہ وبرباد ہوا تھا۔ چونکہ یہ جگہ عذاب کے نُزول کی تھی اس لئے وہاں سے تیزی سے گزر گئے۔(174) معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ پاک کا عذاب نازل ہوا ہو وہاں سَیر و تفریح کے لئے نہیں جانا چاہئے اور اگر اتفاقاً جانا پڑ جائے تو جلد از جلد وہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے یہ سُوال اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عَرَفہ سے

---

(171) بخاری، 1/557، حدیث:1666

(172) شرح صحیح البخاری لابن بطال، 4/347

(173) ترمذی، 2/253، حدیث:887

(174) نزہۃ القاری، 3/149

واپسی کی رفتار کے بارے میں تھا۔[175] اِس سوال سے یہ نکتہ سمجھ آتا ہے کہ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام کاموں کی کیفیت کے متعلّق ہمارے بُزُرگانِ دین معلومات حاصل کرتے پھر اندازِ مصطفٰے اپنانے کی کوشش کیا کرتے۔[176] اللہ کرے کہ ہم میں بھی اندازِ مصطفٰے کا علم حاصل کرنے کا شوق وجذبہ پیدا ہو جائے۔ اٰمین

دورانِ سفر حسنِ سُلوک اور وعظ و نصیحت کا انداز: کائنات جو تفاوت سے پاک ہے اور اِس میں جس طرح کا تناسُب نظر آتا ہے یہ ہمارے پیارے رحمٰن و رحیم اللہ کی رحمت کا اثر ہے اور اِسی رَحمت پر نظامِ عالم کا دار و مدار ہے۔[177] اِسی رحمٰن ربّ نے اپنے آخِری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو رَحمت بنا کر بھیجا ہے۔

رَحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت کا اثر سفر کے دوران بھی نظر آتا ہے، اللہ کے آخِری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی سواری پر پیچھے کسی نہ کسی صَحابی کو بٹھا لیتے یوں وہ صَحابی "رَدیفِ رسول" کہلاتے تھے۔[178] کئی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یہ سعادت ملی۔[179]

اِس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کرتے ہیں:

(1) رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غزوۂ خیبر سے واپسی پر اپنا پاؤں اس انداز

---

(175) موطا امام محمد، 2/396

(176) عمدۃ القاری، 7/262 ماخوذاً

(177) مجموعہ رسائل ابن کمال پاشا، 1/53

(178) مسند ابی یعلٰی، 7/438، حدیث: 4224

(179) سبل الہدیٰ والرشاد، 7/376

سے رکھا کہ آپ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہُ عنہا اپنے قدموں کو آپ کی ران پر رکھ کر سوار ہو جائیں۔ یہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ کریمانہ تھا لیکن حضرت صفیّہ رضی اللہُ عنہا اندازِ اَدَب اختیار فرماتے ہوئے اپنے قدم کے بجائے اپنے زانو کو آپ کی مبارک ران پر رکھ کر سوار ہوئیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو اپنا ردیف بنایا(یعنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا) اور پردہ باندھا۔(180)

(2) ایک موقع پر حضرت معاذ رضی اللہُ عنہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ردیف تھے تو آپ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل! اُنہوں نے عرض کی: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، (یعنی یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں حاضر ہوں، خدمت کے لئے تیار ہوں) آپ نے (دوبارہ) فرمایا: اے معاذ! عرض کی: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، یہ (مکالمہ جب) تین بار ہوا تو رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص سچّے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ پاک جہنّم پر اُسے حرام فرمادے گا۔(181)

دورانِ سفر آرام کرنے کا انداز: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفر کے دوران آرام کے یہ انداز ہوتے:

(1) آپ رات کو آرام کے لئے سیدھی کروٹ پر لیٹتے۔

(2) جب آپ صبح ہونے سے کچھ پہلے لیٹتے تو آپ مبارَک کہنی کھڑی فرما کر سَر

---

(180) بخاری، 2/280، حدیث:2893، طبقات ابن سعد، 8/96

(181) بخاری، 1/67، حدیث:128

ہتھیلی پر رکھ لیتے۔(182)

دورانِ سفر اندازِ دُعا: (1) رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی سَفَر میں ہوتے اور سویرا پاتے تو یوں فرماتے: سننے والے سُن لیں کہ ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اس کی ہم پر اچّھی نعمت ہے۔ اے ہمارے ربّ! تو ہمارا ساتھی ہو جا اور ہم پر فضل کر، آگ سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔(183)

(2) حضرت عبدُاللہ ابن سَرجِس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفر کرتے تو ان چیزوں سے پناہ مانگتے تھے: (۱) سفر کے نقصانات سے (۲) اور واپسی کی تکلیفوں سے (۳) اور بھلائی کے بعد بُرائی سے (۴) مظلوم کی بددُعا سے (۵) اور گھر بار و مال میں بُرائی دیکھنے سے۔(184)

سَفَر سے واپَسی پر دُعا پڑھنے کا انداز: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب جہاد یا حج یا عمرے سے واپس ہوتے تو ہر اُونچی زمین پر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر کہتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم لوٹ رہے ہیں، توبہ کرتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، اپنے ربّ کو سجدے کرتے ہیں، اپنے رب کی حمد کرتے ہیں،

---

(182) مسلم، ص270، حدیث:1565

(183) مسلم، ص1117، حدیث:6900

(184) مسلم، ص538، حدیث:3276

اللہ نے اپنا وعدہ سچّا کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی اور اَحزاب کو اکیلے ہی بھگا دیا۔[185] کوشش کیجئے کہ ہمارا سَفَر بھی اِسی طرح گزرے اور اِسی انداز پر اِس کا اختتام ہو۔ اللہ کریم ہمیں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے پیارے انداز اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ درگزر

حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ کا ایک اہم پہلو اعراب یعنی دیہات کے افراد کے ساتھ تعامل ہے، یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ان کے ساتھ کیا انداز تھا، لین دین، سوال جواب، نشست و برخاست کا کیا اندازِ مبارک تھا۔ دیہات سے تعلق رکھنے والے فرد کو عربی میں اَعرابی یا بدو کہتے ہیں، عموماً اِن کی طبیعت میں سختی اور جفا شامل ہوتی ہے، ایک حدیث ہے: جو دیہات میں رہا اُس نے جفا کی۔[186] یعنی دیہات میں رہنے والے افراد لوگوں سے کم ملتے ہیں اس لیے اُن کی طبیعت میں سختی ہوتی ہے، جفا سے "طبیعت کی سختی" مراد ہے۔[187]

اَعراب جہاں کچھ سخت طبیعت والے تھے تو وہیں رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کریم نے کمال نرم مزاجی سے نوازا تھا، قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان

(185) بخاری، 1/593، حدیث: 1797

(186) ابوداود، 3/151، حدیث: 2859

(187) مجمع بحار الانوار، 1/162 ماخوذاً

کے لیے نرم دل ہوئے۔[188]

رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ نرم مزاجی کے نتیجے میں دیہات سے تعلق رکھنے والے دینِ اسلام کے قریب آئے اور ایمان کی دولت، فراست کی نعمت، صبر و بردباری جیسی عادتوں سے آگاہ ہوئے اور اِن میں سے کئی افراد نے اسلام لاکر عزّت و عظمت جیسی نعمتوں کو حاصل کیا۔

آیئے! اَعرابیوں کے ساتھ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ درگزر کی جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں:

جانی دشمن دیہاتی کو چھوڑ دیا: ایک سفر کے دوران حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک کانٹے دار درخت کے نیچے تشریف لائے اور اپنی تلوار اُس پر لٹکا دی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) ہم ابھی سوئے ہی تھے کہ اچانک آپ نے ہمیں بلایا، ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ کے پاس ایک اعرابی تھا۔ آپ نے فرمایا: ”میں سو رہا تھا کہ اِس نے مجھ پر میری تلوار تان لی۔ میں بیدار ہوا تو اِس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، اُس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر آپ نے اُس سے کوئی بدلہ نہ لیا اور وہ بیٹھ گیا۔[189] (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تلوار اُٹھا کر فرمایا: ”اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟“ اس نے کہا: ”آپ بہترین پکڑ فرمانے والے ہو جایئے۔“ آپ نے فرمایا: ”کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

---

(188) پ4، اٰل عمرٰن:159

(189) بخاری، 3/59، حدیث:4135

نہیں اور میں اللہ پاک کا رسول ہوں؟“ بولا: نہیں۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی آپ سے نہ لڑوں گا اور نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ آپ نے اُسے چھوڑ دیا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور کہا: ”میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔“(190)

تاریخِ نبوی میں اس قسم کے دو واقعات ہوئے ہیں۔ غزوۂ غَطفان (غزوۂ ذی امر) کے موقع پر دُعْثور بن حارث محاربی نے سرِ انور پر تلوار تانی تھی اور یہ مسلمان ہو کر اپنی قوم کے اسلام کا باعث بنے جبکہ غزوہ ذات الرِّقاع میں جس شخص نے حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر تلوار اٹھائی تھی اس کا نام غَوْرَث تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ مرتے وقت تک اپنے کفر پر اڑا رہا البتہ اس نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کبھی جنگ نہیں کرے گا۔(191)

تکلیف دہ انداز کے باوجود عطائیں: ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کے کنارے موٹے تھے، ایک دیہاتی نے بطورِ امداد مال مانگنے کے لیے چادر مبارک پکڑ کر بڑے زور سے کھینچی یہاں تک کہ مبارک کندھے پر رگڑ کا نشان بن گیا۔ ساتھ ہی اعرابی نے بڑے سخت جملے بھی بولے۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواباً صرف اتنا فرمایا: مال تو اللہ پاک کا ہی ہے اور میں تو اس کا بندہ ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا: اے اعرابی! کیا تم سے اس سلوک کا بدلہ لیا جائے جو تم نے میرے

---

(190) مسند احمد، 23/369، حدیث: 15190

(191) زرقانی علی المواہب، 2/532، 533

ساتھ کیا ہے؟اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کیوں نہیں؟اعرابی نے جواب دیا: کیونکہ آپ کی یہ عادتِ کریمہ ہی نہیں کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیں۔ اس کی یہ بات سُن کر رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرادیئے اور ارشاد فرمایا: اِس کے ایک اونٹ کو جَو سے اور دوسرے کو کھجور سے بھر دو۔(192)

غلطی پر اندازِ درگزر اور طرزِ تفہیم: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اگر کبھی اس بات کی ضرورت محسوس فرماتے کہ غلطی پر براہِ راست تنبیہ کی جائے تو انتہائی نرمی اور محبّت بھرے انداز میں سمجھاتے تاکہ سامنے والا حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور کونے میں جا کر پیشاب کرنے لگا، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اُسے روکنے لگے تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اُسے نہ روکو؛ چھوڑ دو، اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک ڈول پانی بہا دو۔ تم لوگ نرمی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کے لیے نہیں۔ جب اُس نے پیشاب کر لیا تو اُس سے فرمایا: یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں بنیں، یہ تو ذکرِ الٰہی، نماز اور تلاوتِ قراٰن کے لیے ہیں۔(193) وہ دیہاتی آپ سے اتنا متأثر ہوا کہ اُس نے آپ کے اندازِ درگزر کو یوں بیان کیا: بِأَبِي وَأُمِّي، فَلَمْ يُؤَنِّبْ وَلَمْ يَسُبَّ یعنی میرے ماں باپ ان پر قربان! اُنہوں نے نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ ہی بُرا کہا۔(194)

---

(192) بخاری، 4/53، حدیث: 5809، الشفاء، 1/108

(193) بخاری، 1/97، حدیث: 220، مسلم، ص133، حدیث: 661

(194) ابن ماجہ، 1/300، حدیث: 529

رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُس اعرابی کو نہ روکنے کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اگر پیشاب کرتے ہوئے روک دیا جاتا تو اس کی وجہ سے بیماری ہو سکتی تھی۔ نیز یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ اگر دورانِ پیشاب صحابۂ کرام اُنہیں اُٹھا دیتے تو اس سے اُن کے بدن، کپڑے یا مسجد کی دوسری جگہیں بھی ناپاک نہ ہو جاتیں۔(195)

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِس اندازِ درگزر کا نتیجہ یہ نکلا کہ اعرابی اسلام کے قریب آئے اور ان کی بڑی تعداد خلوص دل کے ساتھ ایمان لے آئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طبیعت کی سختی کم ہوتی گئی۔

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیہاتیوں کو تعلیم و تربیت دینے کا انداز

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے آخِری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سچی بات سکھاتے ہیں، سیدھے راستے پر چلاتے ہیں اور تربیَت دے کر ہدایت کے ستارے بناتے ہیں، رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیم و تربیَت سے بھرپور لُطف و کرم کی شان تو یہ ہے کہ ہر خاص و عام اِس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ وہ درس گاہ ہے جس سے دیگر صحابۂ کرام کے ساتھ دیہات سے تعلّق رکھنے والوں نے بھی خوب فیض پایا، اُن میں بھی علم حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی اور بارگاہِ رسالت سے مَن چاہے سوالات کے جوابات حاصل کرکے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ یہ خوب صورت اندازِ نبوی جہاں اُس مبارَک دور کے مؤثر ایجوکیشن سسٹم کا عمدہ خاکہ پیش کرتا ہے وہیں اُس ڈائیرکٹ میتھڈ سے روشناس کرواتا ہے جو عمر، اہلیت،

(195) عمدۃ القاری، 15/262 ماخوذاً، التوضیح لابنِ ملقّن، 4/406 ماخوذاً

عمارت اور معیّنہ وقت کی قید سے آزاد ہے نیز اس کی تاثیر اتنی اعلیٰ اور اس قدر بابرکت ہے کہ اس سے قِیامت تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

آیئے! آخِری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیہاتیوں کو تعلیم و تربیَت دینے کے انداز کی چند جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں:

سوالات کے جوابات دینے کا اندازِ نبوی: دیہات سے تعلّق رکھنے والے افراد میں اگرچہ کچھ طبیعت کی سختی تھی مگر اُن میں ایسے عقل مند بھی ہوتے جو سُوال کرنے کے آداب سے آگاہ ہوتے اور بیجا سوال سے بچتے، صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان ایسے دیہاتیوں کی آمد کے منتظر رہتے۔ (196)

(1) قبیلہ بنی سعد کا تعلّق دیہات سے تھا، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبیلہ بنی سعد کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو بھیجا تھا لہٰذا اِس قبیلے نے اسلام سے متعلّق چند باتوں کی تصدیق کے لیے ایک عقل مند دیہاتی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تو وہ آئے، اونٹ کو مسجد سے باہر باندھا اور مسجد میں داخل ہوگئے۔ (197) پھر پوچھنے لگے کہ تم میں محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کون ہیں؟ حالانکہ آپ اپنے اصحاب کے درمیان ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ ہم نے بتایا: وہ یہی نورانی چہرے والے بُزُرگ ہیں جو ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ ان صاحب نے کہا: اے عبد المطلب کے بیٹے! رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن سے فرمایا: بولو! میں سُن رہا ہوں۔ اُنہوں نے عرض کی:

---

(196) مسلم، ص35، حدیث:102، شرح مسلم للنووی، جز:1، 1/169

(197) بخاری، 1/39، حدیث:63، مسلم، ص35، حدیث:102، ابوداؤد، 1/205، حدیث:487، شرح مسلم للنووی، جز:1، 1/169

میں آپ سے سُوال کروں گا، پوچھنے میں آپ پر ذرا سخت انداز ہو جائے تو ناراض نہ ہونا۔ فرمایا: پوچھو! جو پوچھنا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: میں آپ کے اور آپ سے پہلے والوں کے رَبّ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ عرض کیا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ ہی کی طرف سے آپ کو حکم ہے کہ دن رات میں پانچ نَمازیں ادا کریں؟ فرمایا: بالکل! ایسا ہی ہے۔ عرض کی: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا سال کے اس مہینے (رمضانُ المبارک) کے روزے رکھنے کا حکم بھی آپ کو اللہ ہی نے دیا ہے؟ فرمایا: ہاں! یہ بات دُرست ہے، عرض کی: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا اللہ نے ہی آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ (یعنی زکوٰۃ) وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیں؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بِالکل! ایسا ہی ہے۔ تو ان صاحب نے کہا: آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں میں اس پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا قاصد ہوں، میرا نام ضِمام بن ثَعْلَبہ ہے میں بنی سعد بن بکر کا ایک فرد ہوں۔(198) حضرت ضِمام رضی اللہُ عنہ واپس اپنے قبیلے گئے اور اتنا موئّثر بیان کیا کہ پورا قبیلہ ایمان لے آیا۔(199)

حضرت ضِمام رضی اللہُ عنہ کی عقل مندی کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: میں نے اچّھے انداز میں مختصراً سوال کرنے والا حضرت ضِمام بن ثعلبہ رضی اللہُ عنہ سے زیادہ

---

(198) بخاری، 1/39، حدیث:63

(199) مدارج النبوۃ، 2/364

بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔(200)

(2)رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک سفر میں تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آیا اور آپ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر بولا: اے اللہ کے رسول! کچھ ایسا بتادیجئے جو مجھے جنّت کے قریب اور دوزخ سے دور کردے۔ فرمایا: یعنی اللہ پاک کی عِبادت کرو اور کسی کو بھی اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نَماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلۂ رِحمی کیا کرو۔(201)

(3)بارگاہِ رسالت میں ایک دیہاتی نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے وہ کام بتایئے جسے کرنے کے بعد میں جنّت میں داخل ہوجاؤں؟ فرمایا: اللہ پاک کی اس طرح عبادت کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نَمازیں اَدا کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ عرض کی: مجھے اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔ جب وہ لوٹ گیا تو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو کسی جنّتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔(202)

(4) رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں ایک دیہاتی نے عرض کی: مجھے جنّت سے قریب کرنے اور جہنّم سے دور کرنے والا کام بتادیجئے۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ان دو (یعنی جنّت و جہنّم) نے عمل پر اُبھارا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: حق بات کرو اور جو ضَرورت سے زیادہ ہو اُسے صدقہ کردو۔ عرض کی: اللہ کی قسم! میں ہر وقت حق بولنے اور ضَرورت سے زیادہ مال صدقہ کرنے کی طاقت نہیں

(200)الاصابۃ، 3/395

(201)مسلم، ص36، حدیث:104

(202)بخاری، 1/472، حدیث:1397

رکھتا۔ فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو۔ عرض کی: یہ بھی ویسا ہی مشکل ہے۔ فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ وہ بولا: جی ہاں۔ فرمایا: اونٹ اور پانی کا مشکیزہ لو اور گھر گھر جا کر ایسے لوگوں کو پانی پلاؤ جو کبھی کبھی پانی پیتے ہیں، اُمید ہے کہ ابھی تمہارا اونٹ بھی نہیں مرے گا اور مشکیزہ بھی نہیں پھٹے گا کہ تم پر جنّت واجب ہو جائے گی۔ وہ دیہاتی "اللہ اکبر" کہتا ہوا چلا گیا، ابھی اس کا مشکیزہ نہیں پھٹا تھا اور نہ ہی اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو گیا۔ (203)

عمل کے ذریعے تربیَت دینے کا اندازِ نبوی: اللہ کے آخِری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں کوئی اَعرابی آتا اور کسی ایسے عمل کے بارے میں پوچھتا جسے عملاً سکھانا ممکن ہوتا تو اُسے وہ عملاً کرکے دکھاتے اور زبان مبارک سے اُس کی وضاحت بھی فرمادیتے جیسا کہ ایک دیہاتی بارگاہِ رسالت میں وُضو کے بارے میں پوچھنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے اعضائے وُضو کو تین تین مرتبہ دھو کر دکھایا پھر فرمایا: وُضو اِس طرح ہے، تو جس نے اِس میں اضافہ کیا اُس نے بُرا کیا، حد سے بڑھا اور اُس نے ظُلم کیا۔ (204)

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سادہ طبع اور فطری مزاج رکھنے والے دیہاتیوں کی جس حکمت، نرمی اور بصیرت کے ساتھ تربیت فرمائی ہے، اس کی جھلک مذکورہ واقعات میں نظر آتی ہے۔ ان واقعات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ

(203) معجم کبیر، 19/187، حدیث:422

(204) نسائی، ص31، حدیث:140

(1)دیہاتی افراد، جو فطری سادگی اور علم کی کمی کے باعث براہِ راست سوال کرتے، ان کو سوالات کرنے سے منع کرنے کے بجائے آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(2)رسولُ اللہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے دیہاتیوں کی ذہنی سطح کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نہایت سادہ، جامع اور عملی انداز میں جوابات دیے۔

(3)اگرچہ بعض دیہاتیوں کے انداز میں جفاکشی یا سخت کلامی ہوتی، لیکن آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نہ تو ناراض ہوتے، نہ سخت لہجے میں جواب دیتے، بلکہ نرمی اور تحمل سے ان کی اصلاح فرماتے، جو اَخلاقی تربیت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

(4)دیہاتیوں کی سادہ مزاجی اور اخلاص کو قدر کی نگاہ سے دیکھ کر، ان کے عمل کو سراہا گیا۔ جیسا کہ یہاں حضرت ضِمام بن ثعلبہ رضی اللہُ عنہ کے سوالات اور ایمان لانے پر آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے ان کی عقل مندی کی تعریف فرمائی اور فرمایا: ”جو جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے“۔

(5)اسی طرح آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ تعلیم و تربیت صرف شہری، بادب یا تعلیم یافتہ لوگوں کا حق نہیں بلکہ دین ہر فرد کے لیے ہے، خواہ وہ دیہاتی ہو یا شہری، عالم ہو یا جاہل۔

(6)دیہاتی افراد، جیسے حضرت ضِمام رضی اللہُ عنہ جب تعلیم یافتہ ہوئے تو واپس جا کر پورے قبیلے کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کی تربیت انفرادی نہیں، بلکہ اجتماعی اثرات کی حامل ہوتی تھی۔

محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ کرم نوازی

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ کرم کے کیا کہنے کہ آپ کی شانِ کریمی تو ہر مخلوق کو نوازتی ہے، دکھ دور کر کے سُکھ عطا کرتی ہے یوں مخلوقِ خدا دامنِ کرم میں آکر راحت اور چین و آرام محسوس کرتی ہے۔

کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دیہاتیوں پر بہت کرم نوازیاں رہی ہیں، آیئے! اُن میں سے چند احادیث پڑھتے ہیں:

(1) دیہاتی کی التجا پر اندازِ دعا: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عہدِ مبارک میں لوگ سخت قحط کی لپیٹ میں آگئے ایک دفعہ آپ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مال ہلاک ہو گیا اور بچے بھوکے مر گئے۔ اللہ پاک سے دعا فرمائیں کہ ہم پر بارش برسائے۔ حضرت انس رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اُس وقت آسمان میں کوئی بادل نہیں تھے لیکن (آپ کے ہاتھ اُٹھاتے ہی) اُسی وقت پہاڑوں جیسے بادل آگئے۔ آپ ابھی منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ بارش کے قطرے آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھے گئے۔ اُس روز، اُس سے اگلے روز بلکہ اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی اعرابی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مکانات گر گئے اور مال غرق ہو گیا، اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں (کہ بارش رُک جائے)۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فوری ہاتھ بلند فرمائے اور دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اِرد گرد بارش برسا اور ہمارے

اُوپر نہیں۔ پس آپ اپنے مبارک ہاتھ سے آسمان کی جس طرف بھی اشارہ کرتے اُدھر سے بادل چھٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ تھالی کی طرح ہو گیا کہ اُس کے گرد و نواح میں بادل تھے اور مدینہ کے اُوپر آسمان صاف تھا۔ جو آتا وہ اِس بارش کی افادیت کا ذکر ضرور کرتا۔(205)

(2) آخری نبی کا ایک اعرابی کے ساتھ اندازِ مزاح: حضرت زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ دیہات سے تعلق رکھتے تھے، وہاں سے عمدہ پھل، پھول، جڑی بوٹیاں، دوائیں وغیرہ لاکر بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے اور واپس جاتے ہوئے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شہر مدینہ کی وہ چیزیں اُنہیں عطا فرماتے جو گاؤں میں دستیاب نہ ہوتیں۔ ایک موقع پر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت زاہر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”زاہر ہمارا دیہات ہے اور ہم اس کے شہر۔“(206) یعنی زاہر ہماری دیہاتی ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں اور ہم زاہر کی شہری ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں گویا زاہر ہمارا ”گاؤں“ ہیں اور ہم ”زاہر“ کا شہر۔ یہ اخلاقِ کریمانہ ہیں کہ اپنے غلاموں، نیاز مندوں کو ان القاب سے نوازتے ہیں۔(207) حضرت زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ دیہات سے لایا ہوا سامان بازارِ مدینہ میں بیچا کرتے تھے۔ ایک دن حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بازار سے گزرتے ہوئے آپ کو سامان بیچتے ہوئے دیکھا تو آپ نے انہیں پیچھے سے اپنی گود میں لے لیا ان کی بغلوں میں سے ہاتھ ڈال کر اپنا ہاتھ

---

(205) بخاری، 1/321، حدیث: 933

(206) مسند احمد، 20/90، حدیث: 12648 - مرقاۃ المفاتیح، 8/622

(207) شرح المصابیح لابن ملک، 5/262 - مرقاۃ المفاتیح، 8/622 - مراٰۃ المناجیح، 6/497

شریف زاہر کی آنکھوں پر رکھ لیا، انہوں نے عرض کی: کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ جب پیچھے کی طرف توجہ کی تو اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہچان لیا۔ اور پہچانتے ہی آپ اپنی پیٹھ سینۂ مصطفےٰ سے ملائے رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! پھر تو آپ مجھے بے قیمت پائیں گے۔ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لیکن تم خدا کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو۔[(208)]

(3) جاں نثار اعرابی پر اندازِ کرم: بارگاہِ رسالت میں ایک دیہاتی حاضر ہوئے، ایمان لائے، آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہنے کا عزم ظاہر کیا اور عرض کی: میں آپ کے ساتھ ہجرت کرکے رہنا چاہتا ہوں۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بعض صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو ان کے بارے میں تاکید فرمادی۔

جب ایک جنگ کے موقع پر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مالِ غنیمت حاصل ہوا تو آپ نے اسے تقسیم فرمایا اور اُس دیہاتی کا حصّہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو دے دیا، وہ اعرابی صحابی ان کے پیچھے پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب صحابہ نے ان کا حصّہ انہیں دیا تو انہوں نے پوچھا: "یہ کیا ہے؟" صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے فرمایا: یہ تمہارا حصّہ ہے جو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عطا فرمایا ہے۔

وہ اعرابی اس مال کو لے کر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ کیا ہے؟" فرمایا: "یہ میری تقسیم میں

---

(208) مسند احمد، 20/90، حدیث: 12648

سے تمہارا حصہ ہے۔" وہ عرض کرنے لگے: "حضور! میں نے اس مال کے حصول کے لیے آپ کی پیروی نہیں کی بلکہ میں نے تو اس لیے آپ کی پیروی کی ہے تا کہ مجھے یہاں تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنّت میں داخل ہو جاؤں۔" اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "اگر تم سچے ہو تو اللہ تمہاری یہ خواہش ضرور پوری فرمائے گا۔" پھر کچھ عرصے بعد جب دشمنوں کے ساتھ معرکہ ہوا تو اس دیہاتی کو بارگاہِ رسالت میں لایا گیا، انہیں اسی مقام پر تیر لگا تھا جس جگہ کا انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا یہ وہی ہے؟ عرض کی گئی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کو سچا جانا تو اللہ نے اس کی بات پوری فرمادی۔ پھر آپ نے انہیں اپنا جبہ مبارکہ میں کفن دیا۔(209)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک اعرابی کے خیمے کے قریب سے گزرے۔ اس اعرابی نے خیمے کا گوشہ اٹھا کر پوچھا: "کون لوگ ہیں؟" کہا گیا: "رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کے صحابہ ہیں جو کہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔" اعرابی نے پوچھا: "کیا دنیا کا مال بھی پائیں گے؟" جواب دیا گیا: ہاں! غنیمت پائیں گے پھر انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ اعرابی اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور اسے رسی سے باندھ کر ان کے ساتھ چل پڑے۔

---

(209)نسائی، ص330، حدیث:1950

وہ اپنے اونٹ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قریب کرنے لگے، جبکہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان اس کے اونٹ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دور کرتے رہے تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ جنّت کے بادشاہوں میں سے ہے۔" پھر جب دشمنوں کے ساتھ مقابلہ ہوا تو یہ اعرابی جنگ کرتے کرتے شہید ہوگئے۔ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ ان کی میّت پر تشریف لائے، ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور خوشی سے مسکرانے لگے، پھر اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا تو ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہم نے آپ کو خوشی سے ہنستے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف کیوں پھیر لیا؟ ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا مرتبہ دیکھنے کی وجہ سے مجھے خوشی تھی اور میرے اس سے منہ پھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ حورِ عین میں سے اس کی ایک بیوی اب اس کے سرہانے آبیٹھی ہے۔ (210)

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تلا ہوا
وہ دِل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض
کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مِرے مُدّعا کی عرض (211)

---

(210) شعب الایمان، 4/53، حدیث: 4317

(211) ذوقِ نعت، ص 143، 144

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

ہر ماہ 40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور سات زبانوں (اردو، انگلش، عربی، ہندی، سندھی، گجراتی اور بنگالی) میں شائع ہونے والے تحقیقی میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے آج ہی اس نمبر پر واٹس ایپ یا کال کیجئے۔

+92313-1139278